کیپسول

(طنز و مزاح)

واحد انصاری برہانپوری

کیپسول

واحد انصاری

جب پہلی بار برہانپور گیا تو اجنبی لوگ، انجانی زمین، مشاعرے کے کنویز سے خط و کتابت اور واحد انصاری سے ہم سخن، ہم ذوق ہونے کی وجہ سے قلمی تعلقات تھے اور بس۔ مشاعرے سے قبل واحد خود ملاقات کے لئے تشریف لائے تو دوران گفتگو میں نے ان سے برہانپور کی سیر کی خواہش کا اظہار کر کے دوسرے دن صبح ساتھ دینے کی فرمائش کی انھوں نے جواب دیا دن کے دو بجے تک کاروباری مصروفیت کے سبب نہیں آسکیں گے ۳ بجے دن میں ملاقات ہو سکتی ہے اور وعدے کے مطابق ۳ بجے وہ تشریف لائے۔ ذمہ داری کا اس شدت سے احساس کم لوگوں میں ہی پایا جاتا ہے۔ ورنہ شاعروں میں بیشتر ایسے ملیں گے کہ کوئی بیرونی شاعر آیا اس کے پیچھے خواب وخور حرام کر لیتے ہیں شاعری کے ساتھ کاروباری لگن جو بارہ سال قبل تھی وہ آج بھی ہے اور اس سے فرصت ملنے پر شعراء اور شاعری ایسے ہیں واحد انصاری اور سچ بھی یہی ہے کہ خاندان کی کفالت اور حقوق العباد کو نبھا کر ہی سچی اور حقیقی شاعری کی جانی چاہئے اور اس اعتبار سے بھی واحد انصاری ایک کامیاب ترین انسان اور سچے، حقیقی شاعر ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

ظہیر ابن قدسی
مالیگاؤں (مہاراشٹر)

دو فٹ کے آدمی کو قدآور بنادیا
سانبھا کو کس نے دوستوں گبر بنادیا
کیسے گلے کا ہار بنے سوچئے ذرا
جس شاخِ گل کو آپ نے خنجر بنادیا
دونوں ہی بیٹے نکلے نکمے اور کام چور
اک کو پولس تو دوجے کو لیڈر بنادیا
اعجاز یہ ملا مجھے گھر جوائی کا
مجھ کو تمہارے باپ نے نوکر بنادیا
کوئی نہ پوچھتا تھا تمہیں راہِ عشق میں
ہم کو دعائیں دو تمہیں دلبر بنادیا
جسکے بھی سر پہ رکھدیا چچوں نے اپنا ہاتھ
سمجھو کہ اس کو ابن مقدر بنادیا
میلے کچیلے کپڑوں میں پھرتا ہے رات دن
واحد کو شاعری نے دلدّر بنادیا

قطعات

نہیں ہے دولت قارون کی طلب مجھ کو
ترے ہی فیضِ کرم کا ہے انتظار مجھے
قسم ہے تیری کریمی کی تجھ کو اے مولا
درِ رسولؐ پہ پہنچا دے اک بار مجھے

مسلماں آپ ہیں تسلیم لیکن یہ حقیقت ہے
مسلماں اس قدر کردار کے کچے نہیں ہوتے
لگے گی آپ کو مرچی اگر حق بات یہ کہہ دوں
محمدؐ مصطفیٰ کے امتی ایسے نہیں ہوتے

بتاؤں کیا میں تمہیں اس قدر ہوں کیوں حیراں
نظر وہ آیا نہیں جو مرے قیاس میں تھا
گیا تو تھا میں مہذب گھروں کی بستی میں
ہر ایک شخص مگر قدرتی لباس میں تھا

ایک مجرم نے سنی اپنی رہائی کی خبر
بولا جیلر سے وہ محنت نہیں ہونے والی
مجھ کو نا کردہ گناہوں کی سزائیں دیجئے
"مجھ سے اب دوسری ہجرت نہیں ہونے والی"

ہجوم خواہش دنیا مرے سر پر مسلط ہے
دل ناداں کے ہاتھوں اب اجڑتا جارہا ہوں میں
لگایا تیل اتنا مفلسی نے مجھ کو فرصت میں
بجائے پھولنے کے اب سکڑتا جارہا ہوں میں

مت پوچھ مجھ سے ملک کی حالت میں کیا کہوں
فرقہ پرستی عام ہوئی اپنے ملک میں
جمہوریت کا منہ ہوا کالا اے دوستو
انسانیت تمام ہوئی اپنے ملک میں

ہوئے حکمراں جب سے کچھ اوندھے بھیجے
کھڑی کھٹیا کردی ہے ہندوستاں کی
حقیقت کہی ہے بزرگوں نے واحد
گدھے قدر جانیں گے کیا زعفران کی

غزل کوئی کبھی کہتا ہے اک نیا شاعر
غزل وہ جس میں کہ ہرا لگے نہ اور ہلدی
نہ کس لئے رہے بے تاب اسے سنانے کو
نئے فقیر کو ہوتی ہے بھیک کی جلدی

دیا اس رب نے چھپّر پھاڑ کر اب تک نہ کچھ ہم کو
مگر اس دور کا ہم پر بہت احسان ہے پیارے
تصور چار بیوی کا کریں تو کس طرح واحد
ہمارے واسطے اک ہی وبالِ جان ہے پیارے

لمحہ لمحہ تیری خوشحالی پہ نازاں ہوگا
ہر نظر کے لئے تو ایک چھلاوا بن جا
دولتِ غیر ترے قدموں کی داسی ہوگی
مان لے بات مری دیکھ تو باوا بن جا

ہے ترنم کی ہر جا فراوانی اب
میں ترنم کے بل پر نکل جاؤں گا
بس غزل لکھ کے استاد دیتے رہو
کھوٹا سکہ ہوں ڈھپّل میں چل جاؤنگا

سوکھا پودا ہرا ہی ہونا ہے
اس کو واحد اگر ملا پانی
پی کے پبلک کا خون ویری گڈ
منھ پہ لیڈر کے آگیا پانی

لگے ہے مرچی اگر تو ہزار بار لگے
یہ میرا دعویٰ ہے وہ شاد ہو نہیں سکتا
نفاق ڈالے دلوں میں جو ہندو مسلم کا
وہ اپنے باپ کی اولاد ہو نہیں سکتا

جس طرح ہر شئے ہوئی زیر وزبر اس دور میں
ذرہ ذرہ آسماں در آسماں ہو جائیگا
ٹی.وی پکچر کی رہی نظرِ عنایت گر یونہی
چھ برس کی عمر میں بچہ جواں ہو جائیگا

فریب و مکر ریا کے دھکتے شعلوں میں
حقیقتوں کی کبھی دال گل نہیں سکتی
زمانہ خود ہی بدل جائیگا مگر واحد
حرام خوروں کی فطرت بدل نہیں سکتی

(ایک خبر، پولس والوں کی بڑھتی ہوئی توند سے پریشانی)
حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے توند پولس والوں کی
حکم یہ حکاّم کا ہے توند اپنی کم کرو
خود بخود گھٹنے لگی گی مان لو یہ مشورہ
رشوتوں کے تر نوالے انکے منھ سے چھین لو

محنت سے روٹی ملتی نہیں ایک وقت کی
کب تک کروں ادھار یہی سوچتا ہوں میں
جب سے بھکاریوں کے بڑھے ریٹ شہر میں
میں بھی بنوں بھکاری یہی سوچتا ہوں میں

چند روزہ زندگی میں ہے نزاکت کس قدر
سانس ہے جب تک کے تیری چین وراحت پائیگا
داب دینگے جس گھڑی مٹی میں تیرے جسم کو
پھر ہوا کے واسطے کولر کہاں سے لائیگا

بہاتے ہیں وہی آنسو مقدر کے بگڑنے پر
ہے ایمان جن کا لنگڑا اور عقیدت جنکی ہے لولی
ذرا ان عقل کے اندھوں سے اتنا تو کوئی کہہ دے
جواں ہو عزم تو حالات ہیں کس کھیت کی مولی

شعبدہ بازی کریں گے جب سیاسی بازیگر
آفتوں کی پیش قدمی ہوگی طوفاں کی طرح
لازمی ہے لیڈرانِ ملک کی نس بندی اب
نسلِ لیڈر بڑھ رہی ہے نسلِ شیطاں کی طرح

تعویز ، فلیتے ، یہ دوا اور دعا کیوں
سانسوں کے سفینہ سے اتر جاؤنگا اکدن
بیگم ترے ارمانوں پہ پھر جائیگی جھاڑو
"سو سال جیوں گا بھی تو مر جاؤنگا اک دن"

نہیں پرواہ نیتاؤں کو واحدؔ
یہ جنتا جی رہی یا مر رہی ہے
کہ ہم کو آج تک چارہ سمجھ کر
سیاست کی یہ گدھیا چر رہی ہے

غیر ممکن کو اگر ممکن بنانا ہے جناب
بے جھجک اک کام ایسا کیجئے
خود بخود کھل جائینگے در جرم کے
بس پولس والوں کو ہفتہ دیجئے

اپنے ہونٹوں کو یارو سینا ہے
مصلحت کا یہی قرینہ ہے
سر پہ اس کو بٹھاتی ہے دنیا
ایک نمبر کا جو کمینہ ہے

زباں سے تیر چلائیں نہ بدکلامی کے
جناب فطرت انسان یہ نہیں ہوتی
جواب گالی سے گالی کا دیں زمانے کو
شریف زادوں کی پہچان یہ نہیں ہوتی

اپنے اللہ کو ہو جائے جو پیارا شاعر
نہ تو قرآن پڑھیں اور نہ پڑھوائیں جناب
صرف دو چار غزل پڑھ دیں عقیدت سے اگر
روحِ شاعر کے لئے کافی ہے ایصالِ ثواب

ہر ایک اپنے زعم میں رہتا ہے اب مگن
ہے گندگی کو ناز کہ اعلیٰ خمیر ہوں
تاریک ذہن، عقل کے اندھوں کے شہر میں
الّو یہ کہہ رہا ہے کہ روشن ضمیر ہوں

مناجات

یارب مری بگڑی ہوئی تقدیر بنادے
دس بیس مریدوں کا مجھے پیر بنادے
جو کچھ بھی مرید اپنی مشقت سے کمائیں
اس میں سے تو آدھا مری جاگیر بنادے
ایسا نہ ہو پھندے سے نکل کر کوئی بھاگے
حلقے کو مرے حلقۂ زنجیر بنادے
دنیا مری اعجاز نمائی کی ہو قائل
دلیے کو اگر میری نظر کھیر بنادے
تسلیم! کہ میں ننگ جہاں ہوں مرے معبود
لیکن تو مجھے صاحبِ توقیر بنادے
ذرہ ہوں مگر دے تو مجھے وسعتِ صحرا
تنکا ہوں مگر تو مجھے شہتیر بنادے
سب کچھ ہے ترے قبضۂ قدرت میں الٰہی
تو چاہے تو گولر کو بھی انجیر بنادے
تو چاہے تو بھکشی کو ملے تختِ ہمایوں
تو چاہے تو دھوبی کو جہانگیر بنادے
مجھ واحدِ بے نور کی سن لے مرے مولٰی
ہستی کو مری مرکزِ تنویر بنادے

کہاں رکھوں میں جہاں بھر کے رنج وغم یارب
کہ میرے پاس تو بس دل کی اک کٹوری ہے
ہو شیخ جی کو مبارک پلاؤ، بریانی
مری زباں تو فقط پیار کی چٹوری ہے

اکڑتے ہو عبث تم دیکھ کر لالہ کے اے ابا
ہوا ہے اپنے گھر جو دوسرا لخت جگر پیدا
نہ اکڑو اس طرح ہم عورتوں کے دل سے تم پوچھو
"بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا"

بھول سے کیا پڑھ لی میں نے اک گدھے کی سرگزشت
سیرت موصوف میرے ذوق پر چھانے لگی
جونہی کھولی شعر گوئی کے لئے اپنی بیاض
ڈھینچوں، ڈھینچوں کی صدا ہر شعر سے آنے لگی

کتوں کی اک میٹنگ میں ہوا کل یہ فیصلہ
حیواں ہیں ہم کو جینا ہے حیوان کی طرح
کرتے ہیں وعدہ اب کبھی ہڈی کے واسطے
مرجائینگے لڑینگے نہ انسان کی طرح

گفتگو شعر و سخن پر چل پڑی دو دوست میں
ایک بولا ناز تھا جن پر وہ اہلِ فن گئے
دوسرا یوں ہنس کے بولا سچ ہے لیکن آج کل
شہر میں جتنے نکھٹو تھے وہ شاعر بن گئے

اس میں انسانیت نہیں ہوتی
خون جس کا سفید ہوتا ہے
اور تو کچھ وہ بن نہیں سکتا
شمر یا پھر یزید ہوتا ہے

غریبی کیسے مٹے دیس سے بھلا واحد
جو بے سہارے تھے اب بھی وہ بے سہارے ہیں
بھرے ہیں جنکے گھروں میں اناج کے ڈبے
غریبی ریکھا کے نیچے وہی بیچارے ہیں

ملنے معشوق سے گیا تھا مگر
اس کی خالہ سے آنکھ چار ہوئی
کھیل قسمت کا یہ عجیب ہوا
فصلِ گل پر خزاں نثار ہوئی

حقیقتوں سے نہ منھ پھیر یہ حقیقت ہے
کہ تیرا ڈھانچہ گناہوں کے ورکشاپ کا ہے
مرا بھی دعویٰ ہے بھارت کی دعویداری میں
یہ دعویٰ تیرا غلط ہے کہ تیرے باپ کا ہے

چھوڑ دو اپنی طرم خانی
بات یہ میری مان بھی جاؤ
دور یہ ایسا آیا واحد
ایڑے بن کر پیڑے کھاؤ

نہیں پرواہ نیتاؤں کو واحد
یہ جنتا جی رہی یا مر رہی ہے
کبھم کو آج تک چارہ سمجھ کر
سیاست کی یہ گدھیا چر رہی ہے

بدل جائیگا حلیہ اک دن غزل کا
ہوا میں الفاظ بہنے لگیں گے
یہی حال جدّت کا واحد رہا تو
وہ بیوی کو بھی لتاں کہنے لگیں گے

رات دن روتا ہوں ظالم وقت تیرے نام پر
تو ہوا بے رحم تیرا خون پانی ہوگیا
جس طرح دلّی ہوئی راجدھانی ہند کی
اس طرح دل مرا غم کی راجدھانی ہوگیا

اک مریضہ ہنس کے یوں کہنے لگی
درد تازہ ہے ڈاکٹر صاحب
جانچ گھنٹوں سے کر رہے ہو مری
کیا ارادہ ہے ڈاکٹر صاحب

پانچ سالوں کی بخشی وزارت مجھے
ہو گئی پوری دل کی لگن ساتھیوں
لوٹ کر دونوں ہاتھوں سے میں تو چلا
"اب تمہارے حوالے وطن ساتھیوں"

حقیقت میں نہیں جس کی حقیقت
اسی کی دل میں خواہش ہو رہی ہے
بڑھاپے میں وہ میک اپ کر رہے ہیں
پھٹے جوتے پہ پالش ہو رہی ہے

اک مہرباں کے گھر تھا ولیمے کا انتظام
میں نے کہا کہ میرے لئے کار لائقہ
بولے تمہارے ذمہ فقط ایک کام ہے
لوگوں سے پوچھتے رہو کھانے کا ذائقہ

اس سرزمیں پہ پہنچے بڑی آن بان سے
ارکان سارے حج کے عقیدت سے سر گئے
سامان اتنا لائے کہ یہ پوچھنا پڑا
حج کے لئے گئے تھے کہ شاپنگ کے لئے

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

کس کس کا واحدؔ ذکر کریں
چنگیز کے سب ہی پوتے ہیں
ہم اس دیش کے واسی ہیں
جس دیش میں گھپلے ہوتے ہیں

ارمان کے پودے کو ہرا کردے فٹافٹ
یعنی مری سوئی ہوئی قسمت کو جگادے
مت دے مجھے نوٹوں کے بنڈل مرے مولا
داماد کسی چیف منسٹر کا بنادے

ایمان ڈگمگاتا ہے جن کا جہان میں
ڈرتے نہیں ذرا بھی خدا کے کرودھ سے
ان قاتلوں کو دے گا سزا ایسی ایک دن
جو قتل کرتے رہتے ہیں بچّے نرودھ سے

بیٹھ کر اب اسمبلی میں وزیر
بھاگ بھارت کا یوں سنوارینگے
آج کھینچی صرف اک ساڑی
کل وہ سب کچھ اتار ڈالینگے

بولی بیوی سے اک سہیلی نے
لحہ لحہ وہ جی جلانے لگے
جب سے نسیان ہوگیا ان کو
آپا کہہ کے مجھے بلانے لگے

اے نکچڑھی کیوں بھیجہ پھراتی ہے تو مرا
نوکر ہوں فقط صاحب دفتر تو نہیں ہوں
وعدوں کو بھلا تیرے بھلا سکتا ہوں کیسے
شوہر ہوں کوئی چیف منسٹر تو نہیں ہوں

CAPSULE

Wahid Ansari Burhanpuri

اگنی پرکھشا دیتی رہی زندگی مری
پھر بھی میرے لبوں پہ ہنسی کھیلتی رہی

واحد انصاری برہانپوری

AL-Huda Offset Malegaon Mob. 9226120871 - 9823447917

نعت

نبیؐ سے جن کا روّیہ منافقانہ ہے
انھیں تو نارِ جہنم میں ٹھیٹ جانا ہے

نہ اپنے باپ کے ایمان سے گناہ کرو
خدا، رسول کو محشر میں منھ دکھانا ہے

بتاؤ نک چڑے لوگو! سوائے طیبہ کے
کہاں فرشتوں کا دن رات آنا جانا ہے

بیان سیرت احمد میں وہ بھی عاجز ہے
کہ جس کی کھوپڑی لفظوں کا اک خزانہ ہے

کٹے جہاں پہ سدا ناک، ناک داروں کی
وہ صرف شاہِ مدینہ کا آستانہ ہے

ٹھہر اے موت ابھی بیچ میں نہ ٹانگ اڑا
درِ رسول پہ اک بار مجھ کو جانا ہے

وہ دل کہ جس میں نہیں عشقِ مصطفےٰ واحدؔ
وہ دل خدا کی قسم اک کباڑ خانہ ہے

مولوی نامہ

فتنے قدم قدم پہ اٹھاتے ہیں مولوی
پھر خوب ڈٹ کے مرغ اڑاتے ہیں مولوی

الجھا کے جاہلوں کو حرام و حلال میں
اک دوسرے کو خوب لڑاتے ہیں مولوی

ہے بدعتی کوئی، کوئی چوبیس نمبری
لیبل طرح طرح کے لگاتے ہیں مولوی

ملتی نہیں ہے کوئی انھیں رزم گاہ جب
طوفان مسجدوں میں اٹھاتے ہیں مولوی

یارو اٹھیگا شہر میں فتنہ کوئی نیا
ریشِ دراز اپنی ہلاتے ہیں مولوی

بریانی اور مرغ ہو جب ان کے پیٹ میں
واحد تب اپنا، رنگ جماتے ہیں مولوی

جہیز ابھی تو بہت میری جان باقی ہے
تمہارے باپ کی آدھی دکان باقی ہے

تمہارے شعروں پہ دی داد ہم نے خوب استاد
کیا تھا وعدہ چلو چائے پان باقی ہے

ہمارے گھر کی گری چھت تو غم نہیں یارو
ہمارے سر پہ ابھی آسمان باقی ہے

تمہارے باپ کا حقہ تو ہوگیا غائب
تمہاری ماں کا مگر پان دان باقی ہے

ہتھوڑے ظلم کے برساؤ بے جھجک کہ ابھی
تمہارے چاہنے والوں میں جان باقی ہے

ابھی تو صرف ہوا ہے تمہارا سر گنجا
ابھی تو عشق میں اور امتحان باقی ہے

پڑیں گے کیڑے ادب کے خمیر میں واحد
جہاں میں تجھ سا اگر بد زبان باقی ہے

عقل کی چٹکی سے دشمن کو مسل دو استاد
لکھ کے پھر تازہ کوئی مجھ کو ہزل دو استاد

جو نہ مانے مجھے شاعر تو قسم ہے تم کو
فن کے کھل بٹے میں منہ اسکا کچل دو استاد

پڑھ کے جو میں نے ہزل دھاک جمائی تھی کبھی
پھر مجھے اس کا کوئی اور بدل دو استاد

جب تلک زندہ ہو دیتے رہو ہزلیں لکھ کر
مرتے دم تک میں پڑھوں اتنی ہزل دو استاد

ہاں ملمع ہی سہی چاندی پہ سونے کا مگر
رعب ہر دل پہ جمے ایسا عمل دو استاد

آج واحدؔ کے مقابل نہ ٹھہر پاؤ گے
بس مناسب ہے یہی، بزم سے چل دو استاد

پرائی آگ میں ہاتھوں کو اپنے سینکنے والے
گلوں کی قدر کیا جانے دھتورا بیچنے والے
نہ کوئی لیلیٰ ویلیٰ تھی نہ کوئی مجنوں وجنوں تھا
پھکٹ میں پھنکتے رہتے ہیں بنڈل پھینکنے والے
اگر تو سورما ہے، باپ ہوں میں سورماؤں کا
وہ ہونگے اور تیرے آگے گھٹنا ٹیکنے والے
ابے الّو کے پٹّھے یہ حقیقت ہے یقیں کرلے
تماشہ خود ہی بنتے ہیں تماشہ دیکھنے والے
چلے تو ہو ادب کے بن کے خادم سوچ لو واحد
ملیں گے راہ میں ٹانگیں پکڑ کر کھینچنے والے

جنتا تمام اس سے خبردار ہوگئی
نا اہل اپنے دیس کی سرکار ہوگئی

دانستہ میں کہوں یا کہوں اسکو اتّفاق
اک شاعرہ سے آنکھ مری چار ہوگئی

کرتی ہے ایڑے چالے وہی قوم دوستو
جو قوم بے حسی میں گرفتار ہوگئی

پہلے ہی تین بچوں کا شوہر ہوں میں مگر
چوتھی کے ساتھ پانچویں تیار ہوگئی

ٹھرے کی پھر نہ مجھ کو ضرورت پڑی کبھی
جب سے تمہاری آنکھ بیئر بار ہوگئی

واحدؔ برائی ایک اگر ہو تو کچھ کہوں
دنیا تو اب برائی کا بھنڈار ہوگئی

شاعروں کو اب قصیدوں کا صلہ دیتا ہے کون
بس دعائیں دیتے ہیں سب، روپیہ دیتا ہے کون

یہ چھلاوا ہے کوئی یا بھوت تیری یاد کا
رات کے پچھلے پہر مجھ کو صدا دیتا ہے کون

مان لی ہے میں نے منّت اک ولی، اک پیر سے
دیکھنا ہے مجھ کو بیٹا چاند سا دیتا ہے کون

چاپلوسی، پھٹکے بازی سے ملی منزل مجھے
اتنی آسانی سے ورنہ راستہ دیتا ہے کون

میں تو پیتا ہی نہیں ہوں ہوش میں رہ کر شراب
میں ہوں حیراں خوابِ غفلت میں پلا دیتا ہے کون

بیچتے ہیں شیخ صاحب آیتیں قرآن کی
قبر پر اُجرت بغیر، اب فاتحہ دیتا ہے کون

عرض کی ہے خواہشِ احباب پر میں نے غزل
دیکھئے واحد مجھے اب ناشتہ دیتا ہے کون

بے جھجک سامنے آیا ہوا منظر دیکھو
دیکھنے کی ہے اگر چیز برابر دیکھو

تم الیکشن میں ذرا مجھ کو گرا کر دیکھو
کیسے پھر اٹھتا ہے مٹی لئے گوبر دیکھو

جب سے بے شرمی اٹھائی ہے نگم والوں نے
رستمی ہم کو دکھانے لگے مچھر دیکھو

ناک رکھنی ہے اگر اونچی تو لازم ہے تمہیں
پاؤں پھیلانے سے پہلے ذرا چادر دیکھو

دو نہ تشبیہ بھِلاویں سے کلر کو میرے
دیکھنا ہی ہے اگر مجھ کو تو ڈامر دیکھو

نہ تو سنکی ہے نہ ایڑا نہ دِوانہ واحد
پھر بھی ہاتھوں میں لئے پھرتا ہے پتھر دیکھو

©واحد انصاری

نام کتاب	:	**کیپسول**
		Capsule
شاعر	:	واحد انصاری برہانپوری
ترتیب وتزئین	:	ایڈوکیٹ سراج احمد انصاری، ڈاکٹر ممتاز ارشد
سرورق	:	رشید آرٹیسٹ مالیگاؤں
کمپیوٹر گرافی	:	شاہد رضا جعفری
اشاعت اول	:	۲۰۱۰ء
ناشر	:	تنویر احمد انصاری
طابع	:	اسٹار اسکرین برہانپور (سید محمد علی9893484858)
قیمت	:	۵۰/روپے
ملنے کا پتہ	:	☆واحد انصاری درگاہ حضرت شاہ بھکاری روڈ
		آزاد نگر برہانپور موبائل : 9753418295
		☆رشید بک ڈپو منڈی بازار برہانپور
		☆صالحہ بک ڈپو جامع مسجد کے سامنے
		مومن پورہ ناگپور

دشمنِ فہم کی ہرداد پہ رونا آیا
اور خود ساختہ نقاد پہ رونا آیا
ہاں مجھے کثرت اولاد پہ رونا آیا
آپ کو کونسی افتاد پہ رونا آیا
ماں بھی راون کی کبھی روئی نہ ہوگی ایسے
جیسے مجھ کو دلِ برباد پہ رونا آیا
سن کے اشعار ترے ہنس دیئے محفل والے
اور مجھ کو ترے استاد پہ رونا آیا
جیب پر رہنے لگی ہر گھڑی بیگم کی نظر
آج کی ہر نئی ایجاد پہ رونا آیا
جوں بھی رینگی نہ کبھی کان پہ اسکے واحدؔ
دل سے نکلی ہوئی فریاد پہ رونا آیا

روحِ غالبؔ سے معذرت کے ساتھ

عیش و راحت کی اوڑھ کر چادر
اب تو کوئی سحر نہیں آتی
بھٹّے چوروں کے راج میں واحد
کوئی امید بر نہیں آتی

دور ہی سے دکھائے وہ ٹھینگا
ہوں پریشاں کہ گھر نہیں آتی
کیسے اس کو مناؤں میں یارب
کوئی صورت نظر نہیں آتی

ہنس رہا ہے تو میری حالت پر
یہ گھڑی کس کے سر نہیں آتی
تجھ سے پوچھونگا بعد شادی کے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

بولی بیوی یہ اپنے شوہر سے
اپنی غلطی نظر نہیں آتی
کھا رہے ہو کمائی بیوی کی
شرم تم کو مگر نہیں آتی

کیا برائی ہے اپنے میکے سے
ہاتھ خالی اگر نہیں آتی
شرم آتی تھی پہلے مجھ کو بہت
اب کسی بات پر نہیں آتی

سمجھ رہا ہے اب تو بڑے میاں ہم کو
اشارے آج بھی کرتی ہیں لڑکیاں ہم کو

نگاہ ہوگئی کمزور گم ہوا چشمہ
نہ بھیج روز مری جان چٹھیاں ہم کو

ٹہل ٹہل کے سڑک پر گزر گئی گرمی
اکیلے مار نہ ڈالیں یہ سردیاں ہم کو

جھکا کے سر نہیں بیگم کی ڈانٹ روز آنہ
زمانہ سارہ سمجھتا ہے کائیاں ہم کو

بڑھاپا آنا ہے آیگا ڈاکٹر صاحب
جواں تو کر نہ سکیں گے دوائیاں ہم کو

تصورات میں بوسے جہاں جہاں کیلیے
دکھا رہے ہیں وہ رو کر نشانیاں ہم کو

وہ جس کی ناک پہ مکھی نہ بیٹھتی تھی کبھی
اب اسکو دیکھ کے آتی ہے متلیاں ہم کو

پہن کے برقعہ نکلتی ہیں عورتیں لیکن
سروں کے پیچھے نظر آتی ہیں پھڑکیاں ہمکو

جو آئی ٹھینگا دکھا کر چلی گئی واعظ
نہ راس آئیں ابھی تک کے شادیاں ہم کو

میں نے فریب و مکر سے دامن کو بھرلیا
منٹوں میں ساری دنیا کو مُٹھی میں کرلیا
شکوہ ترا فضول ہے پروردگار سے
سکہ عمل کا جیسا دیا ویسا گھر لیا
چپکے سے میرے کان میں واحد نے یہ کہا
میں نے بھی "اِیلو اِیلو" بڑھاپے میں کرلیا
ہونے لگے گا گنجوں میں میرا شمار بھی
پیغام تیری نظروں کا میں نے اگر لیا
جا دے جواب قبر میں منکر نکیر کو
کرنا تھا جو بھی بیٹا یہاں تونے کرلیا
آنکھوں میں دھول جھونک کے بھاگا جو ایک چور
واحد کو اس بدلے میں پولس نے دھرلیا

پائے نازک سے جہاں ہاتھ میں آئی چپل
کر گئی اپنے ہی عاشق کی پٹائی چپل
جھوٹ کہتا ہے، کہاں ہم نے چرائی چپل
ہم کو اپنی ہی نظر آئی پرائی چپل
اس لئے ہم نے چڑھا رکھا ہے کالا چشمہ
ہم کو ہر بار ان آنکھوں نے کھلائی چپل
خود بخود سر سے مرے بال ہوئے سب غائب
جس گھڑی تم نے مری جان دکھائی چپل
مسمریزم سے نہیں کم تری چپل جاناں
گل نئے روز کھلائے یہ ہوائی چپل
کیا بتاتے اسے ہم پاؤں کی جوتی واحد
ہم کو بیگم نے ہمیشہ ہی دکھائی چپل

شاعرِ اعظم

مٹ نہیں سکتی، کبھی جو میں وہ گہری چھاپ ہوں
شاعرِ اعظم ہوں میں اردو کا مائی باپ ہوں

خود ہی میں شاگرد ہوں خود ہی میں استاد ہوں
لوگ کہتے ہیں کہ بن باپ کی اولاد ہوں

میں سخی حاتم بھی ہوں دیتا ہوں لکھ کر شعر روز
میرے ہر مخلص کو ہوتا ہے مری حرکت پہ سوز

شعر گوئی میں ہوں یارو گرچہ میں بالکل صفر
شاعری کا دعویٰ کرتا ہوں زمانے میں مگر

ایک درجن ہوگئے شاگرد اور ہونے کو ہیں
شکر ہے میت پہ میری دوستو رونے کو ہیں

بے سُری آواز میں اپنی غزل گاؤں جہاں
بارشیں ہوں گندے انڈے اور ٹماٹر کی وہاں

بج رہا ہے ہر طرف سازش کا ڈنکا آج کل
پڑھ رہے ہیں دیکھیئے وہ دھوم سے میری غزل

اڑ رہا ہے جو ہواؤں میں ابھی محشر جناب
اس کے شعروں میں نظر آؤنگا میں اکثر جناب

چڑھ کے منھ اشعار بولیں حضرت غدار کے
کونسا استاد ہے پردے میں ان اشعار کے

ہر رباعی کے عوض چرسی پلاتا ہے شراب
ساتھ اپنے کر رہا ہے میری عقبیٰ بھی خراب

پڑھ رہا ہے ٹھونک کر سینہ غزل جو آبدار
وہ پلا کر چائے مجھ کو شعر لیتا ہے ادھار

گلگلہ ہو یا گھسیٹا توپ خاں ہو یا جری
سامنے واحد کے بندھ جاتی ہے سب کی جھاڑی

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

فیضِ مرشد سے کیا نہیں ہوتا
صرف اپنا بھلا نہیں ہوتا

سوکھ کر ہو رہا ہے کیوں پاپڑ
پھول کر گلگلہ نہیں ہوتا

شعر سمجھانے کی ضرورت کیا
سننے والا گدھا نہیں ہوتا

لاکھ جوتے پڑیں مگر پھر بھی
درد مجھ کو ذرا نہیں ہوتا

میری کھٹیا کھڑی نہیں ہوتی
تجھ سے گر واسطہ نہیں ہوتا

ملّا پنڈت کا لڑنا لازم ہے
نہ لڑیں تو بھلا نہیں ہوتا

کیوں ڈریں باپ سے بھلا واحدؔ
باپ کوئی خدا نہیں ہوتا

حسینان جہاں کا جس جگہ انبار ہوتا ہے
وہاں سیٹی بجا کر عشق کا اظہار ہوتا ہے
پھری رہتی ہے جھاڑو جن پہ وہ چہرے چمکتے ہیں
الیکشن کا زمانہ بھی بڑا گلزار ہوتا ہے
نہ کیوں استاد کی تخلیق اپنے نام ہو منسوب
کہ بیٹا باپ کی میراث کا حقدار ہوتا ہے
ملادے خاک میں لیکن سمجھ لے فلسفہ اتنا
"کہ دانا خاک میں مل کر گل وگلزار ہوتا ہے"
کباڑی کی دکاں بھی اسکے آگے، ہیچ لگتی ہے
دلِ عاشق غم و آلام کا بھنڈار ہوتا ہے
کسی رنڈوے کے دل سے تم ذرا یہ پوچھ کر دیکھو
نہ ہو بیوی تو جینا کس قدر دشوار ہوتا ہے
ہے شاعر اور لیڈر میں بس اتنا فرق اے واحد
زمانے بھر کا یہ جھوٹا تو وہ مکّار ہوتا ہے

نہ کوئی للو نہ پنجو نہ کوئی لالا ہے
وہ جس نے میرے گریباں پہ ہاتھ ڈالا ہے
بھکاری تو برے حالات سے نہ ڈراتنا
ہنر نہیں ہے ترے ہاتھ میں پیالا ہے
جو بھائی تیرا ہے دادا تو یاد رکھ بیگم
میں دولہے بھائی ہوں اسکا وہ میرا سالا ہے
مشاعرہ نہیں بازار کوئی اندھوں کا
چلاؤ تم وہی سکہ جو چلنے والا ہے
تو ڈھونڈتی ہے، بہو جو ہی چاؤلہ جیسی
ضرور ڈھونڈ اگر تو وجینتی مالا ہے
ڈرائیکولا وہ بن کر ڈراتا ہے مجھ کو
تمہارے گال پہ باریک تل جو کالا ہے
کلامِ حضرتِ واحد کو سن کے سچ کہنا
کلام ہے یا ہنا کا یہ گیت مالا ہے

5839

انتساب

اپنے والدین کے نام

جن کی دعاؤں نے کبھی آزردہ نہیں ہونے دیا

ان تمام بچوں کے نام

جن کے ہونٹ مسکراہٹوں کے متلاشی ہیں

واحد انصاری

ہشیار! داڑھی والا کڑو کام کر نہ جائے
بیچارے مونچھ والے کے الزام سر نہ جائے

استاد ہوں، ہے فکر یہی مجھ کو رات دن
شاگرد میرا کان کسی دن کتر نہ جائے

بیگم بہو تو ڈھونڈ کے لائی ہو چاندسی
لیکن اب اپنے ہاتھ سے لختِ جگر نہ جائے

بیٹے کو فکر ہے کہ رٹائر ہوا ہے باپ
تیرتھ کے واسطے کہیں گھر بیچ کر نہ جائے

صورت ڈرائیکولاسی ہے تیرے باپ کی
کمزور دل کا دیکھ کر ہیبت سے مر نہ جائے

ہیٹر ہے پہلی بیوی تو کولر ہے دوسری
تاثیر کے تضاد سے شوہر ہی مر نہ جائے

ڈرتا ہوں اسلئے کہ کہیں چارہ جان کر
تیری عنایتوں کا گدھا مجھ کو چر نہ جائے

ماں باپ رشتے دار چھڑاتی ہیں بیویاں
انگلی پہ شوہروں کو نچاتی ہیں بیویاں
سر چڑھ کے بولتی ہیں رلاتی ہیں بیویاں
مردوں کو بے زبان جو پاتی ہیں بیویاں
نازو ادا کے روپ دکھاتی ہیں بیویاں
الّو تمام عمر بناتی ہیں بیویاں
پھرتی ہیں بے حیائی سے غیروں کے سامنے
اپنوں سے صرف آنکھ چراتی ہیں بیویاں
بیچارے شوہروں کی بندھے کیوں نہ جھاڑی
سولی پہ خواہشوں کی چڑھاتی ہیں بیویاں
واحد کیا جو غور تو احساس یہ ہوا
نسوانیت پہ داغ لگاتی ہیں بیویاں

میرا محبوب ایسا ہے اغیار میں
قیمتی ہیرا جیسے ہو بھنگار میں
صرف ٹُن ٹُن کا نعم البدل ہی نہیں
خوبیاں ہیں بہت میرے دل دار میں
زندگانی کی جھنجھٹ کو ٹھکرا کے اب
گھاس کاٹیں گے ہم کوچۂ یار میں
المیہ یہ نہیں ہے تو کیا ہے بھلا
چور خود لٹ گیا چور بازار میں
تاج سر کا جو کہتے تھے مجھ کو صدا
کہہ گئے آج الّو وہ تکرار میں
ہوگئی آج کیوں سیدھی کُتے کی دم
کچھ تو مطلب ہے تیرا نمسکار میں
شاعری میں ہے واحدؔ بھی کچھ اس طرح
کھوٹا سکّہ چلے جیسے بازار میں

سناؤں گا تجھے دن رات اپنی داستاں میں بھی
ترے کوچے میں کھولوں گا کباڑے کی دکاں میں بھی

چرانا مجھ سے نظریں بھول جائیگا ابے پوپٹ
سماؤں گا تری نظروں میں اک دن ناگہاں میں بھی

نہ آئی باز اپنی حرکتوں سے تو اگر بیگم
کسی دن دیکھ لوں گا دیکھنا اندھا کنواں میں بھی

مری دُم پر رکھو تم پاؤں لیکن سوچ لو بچّو
کسی دن ایک کردوں گا زمین و آسماں میں بھی

نہ جانے کیوں نظر آتا ہوں اپنے باپ کو بچہ
ہوا ہوں ڈھائی برسوں سے مکمل اک جواں میں بھی

چرس کا دم لگا کر سیر کرلیتا ہوں منٹوں میں
لئے پھرتا ہوں اپنی جیب میں سارا جہاں میں بھی

بنائی تھی اگر شدّاد نے جنت تو کیا واحد
بناؤنگا ہوا کے دوش پر اپنا مکاں میں بھی

معجونِ مرکب

اک دوست نے کل ڈھونڈ کے کی مجھ سے ملاقات
اور کرنے لگا شہر سخن پر وہ سوالات
موضوعِ سخن اس کا وہیں بھانپ گیا میں
سو ڈگری چڑھا پارہ مرا، کانپ گیا میں
کہنے لگا اے شاعرِ اعظم یہ بتادے
نظروں سے مری شک کا یہ پردہ تو ہٹادے
استاد کی غزلیں کہیں شاگرد رٹے ہے
شاگرد کی غزلیں کہیں استاد پڑھے ہے
اک بات کہوں کہنا مگر بے ادبی ہے
ہیں بھانڈ بہت، آج بھی شاعر کی کمی ہے
انکار نہیں بات جو ناظرؔ نے کہی ہے
" آواز کی پٹری پہ غزل دوڑ رہی ہے "
اب کاغذی پھولوں سے سجا لیتے ہیں گلدان
یعنی ہیں یہاں ایسے بھی کچھ صاحبِ دیوان
دوکان بہت اونچی ہے پکوان ہے پھیکا
اشعار کسی کے ہیں تو مطلع ہے کسی کا

تو بھی تو ہوا صاحبِ دیوان اے پیارے
دیکھے تری شہرت کے بہت ہم نے نظارے
پہلے تھا یقیں تجھ پہ مگر اب تو نہیں ہے
"معجون" یہ معجونِ مرکب تو نہیں ہے

تیور جو مرے دیکھے تو چپ چاپ ہوا وہ
دیتا میں جواب اس کو مگر بھاگ گیا وہ
میں سوچ رہا تھا کہ ملا کیسا یہ خبطی
"اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی"
انگلی، مری دکھتی ہوئی رگ پر وہ رکھے ہے
یہ سچ ہے کہ گھن گیہوں کے ہمراہ پسے ہے

بھینسے کی طرح چلتا رہا جھومتا ہوا
گھبرائے لوگ، بھیڑ چھٹی، راستہ ہوا

ناپائیدار کیلئے مرتا ہے رات دن
کس درجہ آدمی کا ہے بھیجا سڑا ہوا

کھانا وہ سب کے حصے کا تنہا ہی کھا گیا
پھر بھی یہ کہہ رہا ہے ابھی ناشتہ ہوا

کرتا ہے جب بھی بات تو چھاتی ہے بیخودی
لفظوں میں اسکے لگتا ہے گانجہ بھرا ہوا

ہو تیس مار خاں یا چڑی مار دوستو
عورت کے جال میں ہے ازل سے پھنسا ہوا

گن گار ہے ہو جسکا تمہیں کچھ خبر بھی ہے
اک آدھی چائے میں ہے زمانہ بکا ہوا

کہتے ہیں لوگ دیکھ کے واحد کو آجکل
کھا کھا کے وہ حرام کا اب گلگلہ ہوا

جس روز مرے گھر مرا سالا نہیں ملتا
روٹی تو گجا چائے کا پیالا نہیں ملتا

دبلی ہوئی جاتی ہے اسی فکر میں لیلیٰ
مجنوں کی طرح چاہنے والا نہیں ملتا

غیرت کا تقاضہ مجھے جینے نہیں دیتا
مر جاؤں کہیں ڈوب کے نالا نہیں ملتا

کی جب سے غریبی نے مری ایسی کی تیسی
کلوا نہیں ملتا مجھے لالا نہیں ملتا

وہ چاند بھی روشن نہیں ہوتا مری کلّو
جس چاند کو سورج کا اجالا نہیں ملتا

حق بات پہ منہ بند مرا کر دے جو واحدؔ
بازار میں ایسا کوئی تالا نہیں ملتا

کل کیا تھا اگر آج ہے دھنوان ترا باپ
چپراسی تھا میں اور تھا دربان ترا باپ

گھنٹوں وہ جگالی میں ہی مصروف رہے ہیں
اک وقت میں ٹھونسے ہے کئی پان ترا باپ

اللہ سلامت رکھے تا حشر یہ جوڑی
گلدستہ ہے اماں تری گلدان ترا باپ

دیتا ہے اگر بوٹی تو لے لیتا ہے بکرا
بے وجہ نہیں کرتا ہے احسان ترا باپ

اک بار نہیں میں تو یہ سو بار کہوں گا
کچّان ہے کچّان ہے کچّان ترا باپ

لاحول پڑھوں بھی تو میں کس کس پہ پڑھوں بول
ابلیس ترا بھائی تو شیطان ترا باپ

کہنے کو پھٹیچر ہے مگر باتیں ہیں ایسی
جیسے ہو کسی ملک کا سلطان ترا باپ

ہر روز ترے گھر میں ہے اک جنگ کا منظر
ہے ساس مری جرمنی جاپان ترا باپ

عاشق تمھیں تو اپنا یہ بوڑھا دکھائی دے
اہلِ نظر کو آج بھی لونڈا دکھائی دے

باہیں نہ ڈال میرے گلے میں یوں پیار سے
مجھ کو یہ اپنی موت کا پھندا دکھائی دے

کیا ہوگیا ہے تیرے پدر کی نگاہ کو
صورت سے ہر کوئی انہیں غنڈہ دکھائی دے

چندے کے کاروبار میں گھاٹا نہیں کبھی
آسان سب سے آج یہ دھندہ دکھائی دے

پائی ہے اہلِ حسن نے وہ دور بیں نگاہ
بھاری ہو جسکی جیب وہ بکرا دکھائی دے

فیشن پرست دور میں مردانگی کہاں
بھرپور نوجوان بھی زنخا دکھائی دے

واحدؔ بھی اس زمانے کا شاعر عجیب ہے
اک چائے پر جو شعر سناتا دکھائی دے

کچھ اپنے بارے میں

واحدؔ انصاری ہوں میں میرا وطن برہانپور
لوگ کہتے ہیں جسے باب دکن ، دارالسرور
فیض مجھ کو حضرت استاد فاضلؔ سے ملا
ہے یہ ان کی ہی محبت اور شفقت کا صلہ
وقت اور حالات نے ظلم و ستم جب بھی کئے
لیڈروں نے بے بسوں کو جھوٹے جب سپنے دیئے
بڑھتی دیکھیں خود غرض نیتاؤں کی خود غرضیاں
شوہروں کے ظلم سے بیزار دیکھیں بیویاں
عورتوں کی بے حیائی نے کیا بے چین جب
بے تکی باتیں اکٹھا ہو گئیں جس وقت سب
ذہن نے الفاظ کے پھر تیر و نشتر چن لئے
انکے بل بوتے پہ میں نے شعر کچھ موزوں کئے
آپکی خدمت میں لایا ہوں مری کاوش کے پھول
بن چکا ''معجون'' جن سے اب بنا ہے کیپسول
ثانی اکبرؔ نہیں ہوں اور ہو سکتا نہیں
سامنے ہے آپکے کچھ آپ سے پردہ نہیں
لیجئے ، پڑھئے ، سمجھئے اور دعائیں دیجئے
کیا ہے اچھا کیا برا ہے فیصلہ خود کیجئے

مت بھیجا پھرا مان مری بات ہوا کھا
مارونگا وگر نہ تجھے دو لات ہوا کھا
کیوں فن سے مرے ناک لگائی اب نکٹے
بس دیکھ لی کیا ہے تری اوقات ہوا کھا
اظہار محبت پہ مجھے کہتا ہے محبوب
سردی ہے، بہت سرد ہیں جذبات ہوا کھا
بھِکمنگے سمجھتا ہوں ترے فیض وکرم کو
مانگے گا وہی ووٹوں کی خیرات ہوا کھا
بپھرے جو اگر ہم تو بجیں گے ترے بارہ
مت چھیڑ ہمیں گردشِ حالات ہوا کھا
مسجد میں تہجد کے لئے جاتا ہوں واحدؔ
یہ کہہ کے بھگا دیتے ہیں جنات، ہوا کھا

دھوکے، فریب، حیلے، بہانے کے دن گئے
الّو کو اور الّو بنانے کے دن گئے

دے اینٹ کا جواب تو پتھر سے کالیا
گھٹ گھٹ کے پیارے آنسو بہانے کے دن گئے

ہوتی ہیں ایلو ایلو پہ جلووں کی بارشیں
وہ چوری چھپکے آنکھ ملانے کے دن گئے

بیوی کماؤ مرگئی ہم ہو گئے یتیم
عیش وطرب کی دفلی بجانے کے دن گئے

بتیسی جب سے گرگئی اے دوستو مری
بکری کی طرح پان چبانے کے دن گئے

حالات نے ہرایک کو چھکا بنادیا
اب تو کسی کے چھکّے چھڑانے کے دن گئے

اتنا تمھیں رلائے گا بہہ جائیں نالیاں
واحدؔ کو خوں کے آنسو رلانے کے دن گئے

۵۸۳۶

میری آواز پہ جب شہر کے خنجر جاگے
کتنے ہنگامے اٹھے کتنے ہی محشر جاگے

رات دن بیچ کے سوتے رہے گھوڑے لیکن
بہہ گئیں خون کی ندیاں تو منسٹر جاگے

نیند آئی نہ ہمیں نیند کی گولی کھا کر
ہم تری یاد میں دن رات برابر جاگے

ہو کے بیزار جواں لڑکی جو بھاگی گھر سے
کٹ گئی ناک تو ماں، باپ، برادر جاگے

گھر لٹے، آگ لگی، شہر جلا خون بہا
جب بھی شیطان صفت شہر کے لوفر جاگے

ہر تمنا کا جنازہ مری نکلا اس دم
جس گھڑی تیری عنایات کے لشکر جاگئے

دو غلے دور کی ہیں دوغلی باتیں واحدؔ
کون کہتا ہے غریبوں کے مقدر جاگے

مرتا ہے تو مرا کرے کوئی — مرنے والے کا کیا کرے کوئی

تُو تو بس کھا خوشی کے رس گلّے — غم کی بھجیہ تلا کرے کوئی

کی تھی شادی خطا تھی یہ اپنی — اب نہ ایسی خطا کرے کوئی

نائی دھوبی قصائی اور چولہا — کتنا ان سے بچا کرے کوئی

زد میں طاعون کی ہے سارا نگر — کس کے حق میں دعا کرے کوئی

یہ تو ہوتا ہے پیارے دنیا میں — کوئی روئے مزا کرے کوئی

جب دھتورے کے سب ہی عاشق ہیں — لالہ و گل کا کیا کرے کوئی

جو بھی آئی، گئی لگا کر تیل — اب نہ آئے خدا کرے کوئی

روکے سب کو ہنسا رہا ہوں میں
ایسا واحد ذرا کرے کوئی

رہنے دو ابھی مٹھا و مرغا مرے آگے
لے آؤ فقط چٹنی کا بھتّہ مرے آگے

لگتی ہے میری زوجہ مجھے بنت مداری
کرتی ہے شب و روز تماشہ مرے آگے

کاسا مرا خالی نہ رہا ہے نہ رہیگا
اندھا مرے پیچھے ہے تو لنگڑا مرے آگے

کرکٹ کے کھلاڑی سے جو پوچھا تو کہا یوں
"بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے"

مجنوں تو نہیں میں جو ترے عشق میں تڑپوں
رہتا ہے حسیناؤں کا میلہ مرے آگے

غالبؔ جو اگر ہوتے تو کہتے یہی واحدؔ
کر ڈالا مرے شعروں کا کچرا مرے آگے

کونڈا بھلا لگا شبِ برأت بھلی لگی
پکوان جس میں ہو وہ روایت بھلی لگی

سر کو جھکا کے ہر جگہ منھ اپنا مارنا
کاہل کو یہ گدھے کی ذہانت بھلی لگی

مس ورلڈ ہیچ لگنے لگی اس کے سامنے
کالی کلوٹی جب کوئی صورت بھلی لگی

نزدیک اسکے مجھ سے عداوت بری نہ تھی
لیکن مرے مکان یہ دعوت بھلی لگی

ایسے بھی ہیں خبیث زمانے میں آج کل
بیوی بھی جن کو حسبِ ضرورت بھلی لگی

ہر سمت سے نوازا ہے شربت خلوص کا
بن پیندہ لوٹا ہونے کی صورت بھلی لگی

وردی ملی تو بن گیا واحدؔ بھی سورما
گیدڑ کو اپنی جھوٹی حقیقت بھلی لگی

پڑوسن سے محبت کر رہے ہو
امانت میں خیانت کر رہے ہو
ابھی سے فکر جنت کر رہے ہو
جناب شیخ عجلت کر رہے ہو
بڑھاپا اس پہ دوشیزہ سے شادی
حماقت پر حماقت کر رہے ہو
کرو! لیکن کسی تگڑے کو پکڑو
مری تم کیوں حجامت کر رہے ہو
سمجھ کر باپ کی جاگیر اپنی
مرے دل پر حکومت کر رہے ہو
دکھا کر آئینہ حق کا یقیناً
زمانے سے عداوت کر رہے ہو
بھری محفل میں جوتے کھا کے واحدؔ
شرافت یا حماقت کر رہے ہو

دلبر کی خواہشات دبانے سے میں رہا
دامن بھی اپنا یارو بچانے سے میں رہا
مردانگی کو بٹا لگانے سے میں رہا
بیگم کے ہاتھ پاؤں دبانے سے میں رہا
کلِ کلِ تمہاری چین سے رہنے نہ دے مجھے
بتلاؤ ایک پل بھی ٹھکانے سے میں رہا
بیگم نے اس مقام پہ چھوڑا ہے میرا ساتھ
اس عمر میں کسی کو پٹانے سے میں رہا
گدی نشیں سے فرش نشیں ہوگیا ہوں میں
جنتا کو اب تو الّو بنانے سے میں رہا
نس بندی اپنی جب سے کرائی ہے دوستو
بیوی پہ اپنا رنگ جمانے سے میں رہا
چوسٹھ کی عمر میں بھی وہی روٹھا پھولی ہے
بچّوں کے سامنے تو منانے سے میں رہا
مشہور دشمنوں نے غزل چور کردیا
واحدؔ غزل بھی اپنی سنانے سے میں رہا

کیا کریں حالات کا اظہار رہنے دیجئے
ہاتھ میں ہجڑے کے ہے تلوار رہنے دیجئے

آپ ہیں جنت کے ٹھیکیدار رہنے دیجئے
ہے اگر مجھ پر خدا کی مار رہنے دیجئے

ترپٹی آنکھوں کے بے ڈھنگے اشارے آپکے
کہہ رہا ہوں ہر گھڑی ہر بار رہنے دیجئے

پوپلے منہ سے دلہن کی بات کرتے ہیں جناب
عمر اب ایسی نہیں سرکار رہنے دیجئے

چت بھی اپنی پٹ بھی اپنی لیا اپنے باپ کا
شیخ جی یہ دو رخہ کردار رہنے دیجئے

ایک سامع لے کے ڈنڈا ہاتھ میں کہنے لگا
آپ کے ہیں بے تکے اشعار رہنے دیجئے

آپ پیغامِ اُخوت دیجئے واحدؔ میاں
دشمنوں کے ہیں اگر انبار رہنے دیجئے

دل دیجئے جہاں سے ملامت خریدیئے
کس نے کہا تھا تم سے حماقت خریدیئے

بیٹھے بٹھائے مفت حماقت خریدیئے
سچ بولئے جہاں سے عداوت خریدیئے

کوڑی کے مول آج شرافت خریدیئے
عزت خریدیئے یہاں شہرت خریدیئے

سکۂ خلوص و پیار کا دامن میں ڈال کر
بیوی سے لازوال محبت خریدیئے

منصف تمہارے حق میں ہے قانون جیب میں
رشوت اگر بڑی ہے عدالت خریدیئے

ہو سیم و زر تو صاحبِ عزت ہے آدمی
دولت اگر ہو پاس شرافت خریدیئے

اظہار تشکر

معترف ہوں اس ذاتِ گرامی کا جس کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی نے مجھ احقر و کمتر کو واحدؔ انصاری کے روپ میں دنیائے شعروادب سے روشناس ہونے کے قابل بنایا جنہیں اہل علم وفن کے ساتھ ساتھ عوام و خاص نے حضرت قبلہ محمد حشمت اللہ صاحب ریاضیؔ برہانپوری کا جانشین تسلیم کیا جو ۱۲؍ دسمبر ۱۹۹۲ء کو اس دارفانی سے رحلت فرما گئے۔ جنہیں آج بھی حضرت استاد فاضل انصاری صاحب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مشکور ہوں برادر ظہیرؔ ابن قدسی کا جنہوں نے ازراہِ عقیدت و محبت تبصرہ کے اوراق پر گوہر اخلاص بکھیر کر میری کاوشوں کو جلا بخشی۔

ممنون ہوں برادر مکرم سراجؔ انصاری صاحب ایڈوکیٹ، ڈاکٹر ممتاز ارشدؔ کا جنھوں نے انتہائی مصروفیت کے باوجود اس مجموعہ ''کیپسول'' کو ترتیب دینے کی زحمت گوارہ فرمائی۔

شکر گذار ہوں جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع صاحب صفیؔ مہوبوی کا جن کی غیر معمولی دلچسپیوں اور کرم فرمائیوں کی بدولت میری کاوشات ''کیپسول'' کی شکل میں آپکے سامنے ہیں۔

میں محترم الحاج حمید الدین قاضی، محترم الحاج عبدالرب سیٹھ، محترم مشتاق فہمی صاحب، سرپنچ محترم اظہر الحق صاحب (اجو بھیا)، محترم ایڈوکیٹ الطاف انصاری صاحب، عزیزم عقیل عظمت صاحب (مالیگاؤں)، محترم قاضی غلام ربانی صاحب (بھیونڈی) کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس مجموعۂ کلام کی طباعت واشاعت کے مراحل طے کرنے میں ان کا عملی تعاون حاصل رہا ہے۔

شکریہ ادا کرتا ہوں ان احباب کا جنھوں نے اس کیپسول کی تیاری میں ہر طرح اپنے تعاون سے مجھے نوازا۔

بگین عنایتوں کا کھلایا ہے آپ نے
ذرّے کو آفتاب بنایا ہے آپ نے

واحدؔ انصاری

۲۸۸ رنعمت پورہ برہانپور، ایم. پی

نہ اِس کے باپ کی پیارے نہ اُس کے باپ کی ہے
ہے تیرے ساتھ جو پرچھائی تیرے پاپ کی ہے
اندھیری رات میں جس کے خیال سے میں ڈروں
قسم خدا کی وہ صورت جناب آپ کی ہے
جوان ہونے میں باقی ہے کیا کسر ابا
کہ میری پینٹ بھی دیکھو تمہارے ناپ کی ہے
دکھائے رستمی اپنی پرانا چاول بھی
بساط اس کی فقط پیارے ایک بھاپ کی ہے
ملے گا سایۂ رحمت بھی حشر میں تم کو
عمل ہیں اچھے تو جنت تمہارے باپ کی ہے
لگے نہ اس کو شری دیوی مادھوری دکشت
تصورات میں جو ہے حسینہ ٹاپ کی ہے

ابا میاں میں حال سے بے حال ہوگیا
بیگم کے انتقال کو اک سال ہوگیا

بے پردگی کا دیکھئے یہ حال ہوگیا
آنچل کچھ اتنا سکڑا کہ رومال ہوگیا

ہر لڑکی بنت سوہنی ہو جائے پھر نہ کیوں
ہر لڑکا جب کہ ابنِ مہیوال ہوگیا

شہرت کے پیچھے شام و سحر بھاگتا رہا
شاعر نہ بن سکا تو میں قوال ہوگیا

کچھ دے دلا کے لی ہوئی غزلوں کے بل پہ آج
واحدؔ بھی اپنے وقت کا اقبال ہوگیا

لات اٹھا ، ہاتھ اٹھا جوتا اٹھا مائی ڈیئر
اپنے سینے سے مگر مجھ کو لگا مائی ڈیئر
ایک کپ چائے بنا زہر ملا مائی ڈیئر
صبر کا گھونٹ نہ اس طرح پلا مائی ڈیئر
اس نئے دور میں فرسودہ روایات پہ نہ جا
شادی سے پہلے ہنی مون منا مائی ڈیئر
جب بھی چاہوں ترے فادر کی گھمادوں چابی
اپنی ممی کو مگر تو بھی پٹا مائی ڈیئر
بات منوانی ہے ارباب حکومت سے اگر
نت نئے ڈھونگ رچا دھوم مچا مائی ڈیئر
مل ہی جائے گی غزل تجھ کو کئی ،ایک نہیں
اپنے استاد کو پر چائے پلا مائی ڈیئر
اپنی دامادی کا بخشیں گے شرف ابا ترے
گر نہیں تجھ کو یقیں شرط لگا مائی ڈیئر
عشق کا آج اٹھا دیکھ جنازہ واحدؔ
جھوٹے ٹسوے ہی سہی کچھ تو بہا مائی ڈیئر

نہ کوئی ریل ، نہ موٹر ، نہ ٹیکسی گزری
ہمیں کچلتی ہوئی صرف بے بسی گزری
اسے بھی آنے لگی یاد آج کل نانی
حیات جس کی ابھی تک ہنسی خوشی گزری
تمہارے چہرے کا جغرافیہ ہے بدلا ہوا
جو گزری تم پہ یقیناً وہ واجبی گزری
زمانے بھر کا نکما ہوں کام چوروں میں
تمام عمر مگر عیش سے مری گزری
یقیناً الّو کا پٹھا ہے آج وہ واحد
حقیقتوں سے نظر جس کی سرسری گزری

دور سے چاند سا چہرہ وہ دکھانے والی
کاش بن جائے مرا چولہا جلانے والی
انگلیاں ہم پہ اٹھائیں نہ کہو بوڑھوں سے
عمر ہوتی ہے یہی موج اڑانے والی
سر پٹخ کر بھی جو مر جائیں زمانے والے
باپ دادا کی وہ عظمت نہیں آنے والی
رادھا ناچے گی نہیں تیل نہ ہوگا نو من
زندگی تو ہے فقط سپنے دکھانے والی
زلفِ معشوق کو ناگن نہیں کہتے پاگل
ہے بلیدان کا بکرا یہ بنانے والی
تم بھی بن پینڈے کے لوٹے ہو جنابِ واحد
بات کرتے ہو مگر وہ بھی زمانے والی

سکہ یوں لیڈری کا دلوں پر جمایئے
برساتی مینڈکوں کی طرح ٹرٹرایئے
جوتا جہاں چلے وہاں جوتا چلایئے
بیجا شرافتوں کا نہ ڈنکا بجایئے
ہتھکنڈے ہر طرح سے یونہی آزمایئے
بنتی ہے دنیا الّو تو الّو بنایئے
برلا کے ساتھ ساتھ میں ٹاٹا خرید لوں
دولت پہ اپنے باپ کی یوں بل نہ کھایئے
بیباک ہو کے پھرتی ہیں سڑکوں پہ نازنیں
واحد نظر کو اپنی کہاں تک بچایئے

عزم اور ہمت کی گھوڑی جب سے بد دل ہوگئی
زندگی کی پاٹ گاڑی چلنی مشکل ہوگئی
روز کی جھنجھٹ سے میں افیون کھا کر سو گیا
کیجئے اب شکر بیگم ختم کِل کِل ہوگئی
میرے ارمانوں کے بکرے ذبح تو نے کردیئے
اے گرانی تو بھی قصابوں میں شامل ہوگئی
الٹے سیدھے منتری منڈل میں بنتے ہیں پلان
جب سے اوندھی کھوپڑی منڈل میں شامل ہوگئی
جانے کیوں نظرِ عنایت مجھ پہ ابّا کی نہیں
عمر واحد میری اب شادی کے قابل ہوگئی

جیسا آئینہ ویسا عکس

دو دوستوں میں ذکر ہوا میرا جس گھڑی
گالی گلوچ ، حجت و تکرار تک ہوئی

حامی تھا میرا ایک مخالف تھا دوسرا
دونوں اٹل تھے اپنی جگہ میں کہوں تو کیا

اُس نے کہا مزاح کا شاعر نہیں رہا
اِس نے کہا کیا واحدؔ کم بخت مر گیا

یہ بولا شاعری کا وہ نقصان کر گیا
اُس نے کہا کہ مر کے وہ احسان کرگیا

اُس نے کہا کہ شعر سلیقہ سے کہتا تھا
اِس نے کہا کہ اوروں سے لے کر وہ پڑھتا تھا

اُس نے کہا وہ صاحبِ دیوان ہوگیا
اس نے کہا کلام تو ہے اس کا پھسپھسا

اُس نے کہا کہ شعر و ادب کی وہ آن تھا
اِس نے کہا کہ فتنہ گری میں مہان تھا

علم و ادب کا اس نے کہا جیمس بانڈ تھا
بے خوف ہو کے اس نے کہا وہ تو بھانڈ تھا

یہ بولا سیدھا سادہ ملنسار تھا بہت
وہ بولا ہنس کے پیارے وہ مکار تھا بہت

یہ بولا خصلتیں تھیں مسلمان کی طرح
وہ بولا مجھ کو لگتا تھا شیطان کی طرح

توہین میرا حامی نہ برداشت کر سکا
جھنجھلا کے گھونسہ میرے مخالف کو جڑ دیا

سو ڈگری پارہ پھر تو مخالف کا چڑھ گیا
حامی کو سر سے اونچا اٹھا کر پٹخ دیا

حیراں تھے لوگ دونوں کی اس ہاتھا پائی پر
دونوں اڑے تھے دوستو اپنی ڈھٹائی پر

آئی سمجھ میں بات تو لوگوں نے یوں کہا
ہے صرف اپنی اپنی عقیدت کا ماجرا

اچھے کو یہ زمانہ بھی اچھا سدا لگے
دل میں ہے گر برائی تو سب کچھ برا لگے

دل صاف ہے تو کیسے نگاہوں میں میل ہو
ہر آدمی برا ہے اگر تم برا کہو

آئینہ جیسا ہوگا اے واحد تو جان لے
ویسا ہی عکس اس میں نظر آئیگا تجھے

سکوں لینے نہیں دیتے دلِ ناشاد کے کیڑے
ہمیشہ کلبلاتے ہیں تمہاری یاد کے کیڑے

نکھٹو اور نکمے بن کے سڑکوں پر پھریں ہر دم
چپک جاتے ہیں جن کے ذہن پہ امداد کے کیڑے

تمہارا شہر کیا اس گندگی سے پاک ہے بھائی
ہمارے شہر میں پھیلے ہیں ذاتی واد کے کیڑے

ذرا چلنے تو دو کھجلی مجھے اشعار کہنے کی
مرے اشعار چاٹیں گے تمہاری داد کے کیڑے

سُڑک کر خوں رگوں سے باپ کو ڈھانچہ بنا ڈالیں
بڑے بے رحم ہوتے ہیں سدا اولاد کے کیڑے

کترتے ہیں ہر اک شاگرد کی وہ جیب کو واحدؔ
بڑے سیانے بڑے چالاک ہیں استاد کے کیڑے

واہ کیا بات ہے!

اردو ادب میں طنز و مزاح کے شعراء انگلیوں پر گن لیجئے! اور مدھیہ پردیش کا ذکر کیا جائے تو اس کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اب بات برہانپور کی بھی کریں تو گھوم پھر کر ''واحد انصاری'' پر ختم ہوگی۔

بات اس وقت کی ہے جب استادالشعراء ''فاضل انصاری'' حیات تھے، واحد انصاری کا پہلا مجموعۂ کلام ''معجون'' کوٹ پیس کر اور چھان کر تیار کیا جا چکا تھا۔ شہد بھی ملائی جا چکی تھی۔ بس اس پر لیبل لگانا باقی تھا، استاد نے حکم دیا اور میں نے یہ کام کر دیا۔ اب استاد محترم نہیں رہے، میرا خیال تھا کہ اب واحد کے کلام کی بارش کم ہو جائیگی۔ بہت سے لوگ بھیگنے سے بچ جائیں گے یا پھر چھاتا کھولنا نہیں پڑے گا۔ ویسے واحد کسی کے بھیگنے کی پرواہ نہیں کرتے ہیں اور نہ اس کی فکر کرتے ہیں کہ برسنے کے بعد کیچڑ ہو جائیگا۔ انھیں تو سیلاب کے آنے کی بھی چنتا نہیں ہے۔ بس بنا رکے برستے ہی جاتے ہیں۔ شاید صرف یہی خیال کر کے کثافت دھل جائیگی، کیچڑ میں کنول کھل اٹھیں گے۔ اس سیلاب سے وہاں کی سوکھی دھرتی بھی سیراب ہو اٹھے گی جہاں تری نہیں پہنچتی ہے اب اپنا اپنا خیال ہے۔

لوگ جب تک ''معجون'' کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں گے کہ کڑوا ہے، کسیلا ہے، ترش ہے یا میٹھا ہے تب تک انھوں نے ایک دوا ایجاد کر ڈالی اور اسے ''کیپسول'' کی شکل میں اپنے مریضوں کے سامنے لے آئے، ہم نے بھی ایک کیمسٹ کی طرح تجزیہ کیا آپ کو پتہ ہے نتیجہ کیا نکلا؟ وہی ایک جو یونانی ''معجون'' اور ایلوپیتھک ''کیپسول'' میں ہوتا ہے؟ معجون کا اثر دھیرے دھیرے ہوتا ہے۔ فائدہ بھی ہوتا ہے مگر سائیڈ افیکٹ نہیں ہوتے۔ کیپسول کا اثر بڑی ہی تیزی سے ہوا اور معلوم ہوا کہ اس میں سائیڈ افیکٹس بھی ہیں۔ غلط استعمال کیا اور گئے۔ اس لئے اس کی خوراک بہت سوچ سمجھ کر لینا اور میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سمجھدار شخص کو فائدہ ہی ہوگا نا سمجھ کو نقصان اور بیچ والے کو نہ فائدہ نہ نقصان۔

خدا خیر کرے

ڈاکٹر محمد شفیع، برہانپور

یوں مداوا رنج و غم کا اب کیا کرتے ہیں ہم
کوچۂ دلدار میں پانی بھرا کرتے ہیں ہم
کیا ہمیں کرنا تھا اور یہ کیا کیا کرتے ہیں ہم
مغربی تہذیب کی رو میں بہا کرتے ہیں ہم
آ گیا جب سے بڑھاپا بس یہی اک کام ہے
ہر پھٹے دامن کو سوئے سے سیا کرتے ہیں ہم
صرف بیگم کی تمناؤں کا رکھتے ہیں خیال
تم ہی بتلاؤ ہمیں، یہ کیا برا کرتے ہیں ہم
دوستو تدبیر کے ڈنڈے اٹھاؤ ہاتھ میں
ناگہاں تقدیر کے ہاتھوں پٹا کرتے ہیں ہم
جھوٹے وعدے کرنیوالے تیرے حق میں رات بھر
عشق میں تو مبتلا ہو یہ دعا کرتے ہیں ہم
بغض و کینہ سے بھرا ہے یوں تو دلِ اپنا مگر
پارٹ واحد پارسائی کا ادا کرتے ہیں ہم

واحدؔ + غالبؔ

(روحِ غالب سے معذرت کے ساتھ)

ہمیں رہنا تھا کنوارا بھلا کس سے پیار ہوتا
"یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا"
تجھے گہری نیند آئے تو دبادیں تیرا ٹوا
"اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا"
ہیں ہمارے جتنے لیڈر سبھی بھٹّے چور کیوں ہیں
"کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غم گسار ہوتا"
تیرا عشق ہوتا بجّو مری لاش نوچ کھاتا
"نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا"
ترے باپ کی بھی دولت نہ چھڑاتی غم سے پیچھا
"غم عشق گر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا"
نہ کٹائی ناک تونے ہمیں اعتبار کب تھا
"کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا"
ترا حال جذب واحدؔ کہ پڑا ہے تو گٹر میں
"تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا"

ہے بند کاروبار غزل کس طرح کہیں
مندی کے ہیں شکار غزل کس طرح کہیں
سر پر ہیں وہ سوار غزل کس طرح کہیں
پھر آ گیا بخار غزل کس طرح کہیں
ہر اک دکاں پہ اپنی کریڈٹ خراب ہے
ملتا نہیں ادھار غزل کس طرح کہیں
لٹکائے منہ وہ بیٹھی ہیں اپنا ہے موڈ آف
ایسے میں پروقار غزل کس طرح کہیں
پژمردہ چہرہ دیکھ کے بچّوں کے رات دن
آنکھیں ہیں اشک بار غزل کس طرح کہیں
خالی اگر ہے جیب تو ہے حسن بے مزہ
لگتا ہے گل بھی خار غزل کس طرح کہیں
واحدؔ ہوا ہے شور ہر اک سمت آج کل
جینا ہوا ہے بار غزل کس طرح کہیں

خوب محفل میں گائے جا پیارے
رنگ اپنا جمائے جا پیارے
فکر اپنی بھی کچھ رہے شامل
شعر بھی کچھ چرائے جا پیارے
اس سے توقیر عشق بڑھتی ہے
حسن کی لات کھائے جا پیارے
اک نہ اک دن وہ مسکرائے گا
اپنا کرتب دکھائے جا پیارے
انکے ابا کو دے کے رشوت تو
دال اپنی گلائے جا پیارے
لے کے فیشن کا نام اے واحد
خود کو جوکر بنائے جا پیارے

ندی نالے میں کود جاؤنگا
پیار تیرا اگر نہ پاؤنگا
مجھ کو اپنے گلے لگا ورنہ
بن کے کالا بخار آؤنگا
بعد مرنے کے یاد رکھ میڈم
بھوت بن کر تجھے ستاؤنگا
گھاس چرنے تو دے سیلست کی
سونے چاندی کا گھر بناؤنگا
جرم کرتا ہوں اس لئے واحد
دے کے رشوت میں چھوٹ جاؤنگا

عشق کا یہ روگ دل سے میں لگاؤں کس لئے
مفت میں اک نازنیں کا ناز اٹھاؤں کس لئے

کر رہا ہے ہر جگہ انسلٹ میری تیرا باپ
ہر گھڑی اپنی شرافت میں دکھاؤں کس لئے

وہ کرے فرمائشیں مجھ کو نہیں ملتا ادھار
خود میں جاؤں کس لئے اس کو بلاؤں کس لئے

ہو گیا ہے فلمی گانوں کا چلن اس دور میں
اپنا بھیجا شاعری میں پھر کھپاؤں کس لئے

کام سارے دیکے رشوت جب ہوں پورے دوستو
پھر کسی چمچہ کو میں مسکا لگاؤں کس لئے

اک نہ اک دن تو لگے گی منھ میں کالک دوستو
جھوٹ کی گدڑی میں منھ اپنا چھپاؤں کس لئے

کون واحدؔ ہاں وہ واحدؔ جو کہ ہے خبطی بہت
اس کے پنجے میں بھلا خود کو پھنساؤں کس لئے

زندگی اپنی گل و گلزار ہے
بے ایمانی تیری جے جے کار ہے
سچ کہیں تو ڈوب جائیں دوستو
جھوٹ گر بولیں تو بیڑا پار ہے
کھائے ترسے ترنوالے رات دن
مجھ سے اچھا تو وہ پاکٹ مار ہے
ایک لفڑا ہے تو بتلاؤں تمہیں
زندگی لفڑوں کا ایک بھنڈار ہے
رعب باہر جو جماتا ہے بہت
گھر میں وہ بیوی کا خدمت گار ہے
آئے دن پڑتی ہے بیگم خود گلے
میں کہوں جس دن تو بس انکار ہے
کہہ رہے ہیں لوگ ٹی. بی کا مریض
عشق بھی واحدؔ خدا کی مار ہے

چائے پینے چلیں گے ہوٹل میں
راز پنہاں کھلیں گے ہوٹل میں
لیڈروں کی طرح سیاست کی
ہم بھی بھجیے تلیں گے ہوٹل میں
ہر سٹوری کے ذہن میں نمبر
دیپ بن کر جلیں گے ہوٹل میں
ہوں گے سارے یتیم لاوارث
تم کو جتنے ملیں گے ہوٹل میں
جو ہیں بے زار بیوی بچوں سے
ایسے شوہر ملیں گے ہوٹل میں
لے کے گھی کے چراغ مت بھٹکو
تم کو شاعر ملیں گے ہوٹل میں
اپنا منہ بند کرلو اے واحد
ورنہ جوتے چلیں گے ہوٹل میں

بنتِ حوّا

بتا بنت حوا تجھے کیا ہوا ہے
نہ ہے شرم وغیرت نہ تجھ میں حیا ہے

یہ بے پردہ بازار میں تیرا آنا
یہ پکچر یہ میلے تماشے میں جانا

تماشہ ہراک گام خود کو بنانا
نہ شوہر نہ بچوں کو خاطر میں لانا

گرہستی کو اپنی جہنم بنا کر
نمازوں سے منھ پھیرا قرآں بھلا کر

نہ مریم، نہ زہرا، نہ رضیہ بنی تو
نمائش کی بس ایک گڑیا بنی تو

بہت تونے پیدا کئے بیٹی بیٹے
مگر تیرے کارن ہوئے سب نکمے

تری گود مکتب نہ بن پائی آخر
ہوئی تیری دنیا میں رسوائی آخر

ارے عقل کی اندھی اب بھی سنبھل جا
تو کر اپنے کرموں پہ دن رات توبہ

یہ سب سن کے کہنے لگی بنت حوا
خبردار واحد جو اب تو نے بولا

زباں پر لگالے تو اب چپ کے تالے
بہت تو نے مجھ پر ہے کیچڑ اچھالے

نمائش کی گڑیا بنایا ہے کس نے
کہ بازار میں مجھ کو لایا ہے کس نے

بہت فخر ہے اپنی مردانگی پر
نہ انگلی اٹھا میری آوارگی پر

یہ رستہ بھی مردوں نے مجھ کو بتایا
مکاں سے سرِ انجمن لا بٹھایا

چلو میں نے مانا کہ بدذات ہوں میں
نہیں ہے سحر جسکی وہ رات ہوں میں

نہ یہ بھول ماں ہوں، بہن ہوں میں تیری
نہ یہ بھول بیٹی بھی ہوں اور بیوی

مگر تو نے عزت سے کھیلا ہے میری
ہے کیا میری عظمت نہ سوچا یہ تو بھی

مگر تو ہے کیا یہ بھی سوچا ہے تو نے
کبھی خود کو شیشے میں دیکھا ہے تو نے

سٹوری، جواری، گنجیٹی، شرابی
نہیں کونسی تجھ میں آخر خرابی

اگر میرے دامن میں دھبہ لگا ہے
تو واحد کہاں تو بھی خود پارسا ہے

اچھا انسان، سچا شاعر

اردو کی تاریخ میں مزاحیہ ادب کافی عرصہ تک ہریجن بنا ہوا تھا۔ شعراء وادباء منہ کا مزا بدلنے کے لئے یا وقت گزاری کے لئے اور تفریح طبع کے لئے مزاحیہ اشعار کہتے یا نثر لکھتے رہتے تھے لیکن اسے ناجائز اولاد کی طرح جائیداد (دیوان) کا حقدار تسلیم کر کے جگہ نہیں دیتے تھے۔ مگر یہ طنز کے نشتر ابتداء ہی سے اردو ادب میں اہمیت کے حامل تھے مگر یہ طنزیہ شعراء، ادباء، حاکم وقت، شیخ و ناصح یا اپنے ہمعصروں کی بے نیازی، ترقی، یا ان کی خامیوں کو اجاگر کرتا تھا اور بس۔ طنز کے وہ نشتر مرہم نہیں تھے بلکہ تلوار اور زبان کے وہ کاری وار تھے جو زخموں کو اور گہرا کر دیتے تھے۔ جس کے لئے آتش، ناسخ، ذوق،، غالب، میر، نظیر اکبر آبادی وغیرہ کے اشعار حوالے کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں۔

طنز و مزاح کی شاعری کو ادب میں مقام دلانے اور سنجیدہ شاعری کے برابر لا کھڑا کرنے کا سہرا اکبر الٰہ آبادی کے سر ہے۔ جنھوں نے ماحول، مزاج، رہن سہن، دوسروں کی بھونڈی نقل کرنے والوں کے ساتھ ساتھ سیاسی، سماجی تعلیمی اور معاشرتی زندگی پر اس طرح طنز کے نشتر چلائے کہ وہی نشتر زخم کو کھولتے بھی تھے اور انھیں سے زخم مندمل بھی ہوتا تھا۔ ان کی شاعری زندگی سے اس قدر قریب تھی کہ آج بھی ان کے اشعار حوالوں اور ضرب المثل کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں اور اب خدا کا فضل ہے اکبر کا بویا ہوا بیج ایک ایسا درخت بن گیا ہے۔ جس کے سائے میں دنیا کو راحت ملتی ہے۔ اکبر الٰہ آبادی سے لے کر آج تک اردو میں مزاحیہ شاعروں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے لیکن اب ان میں خال خال ہی تیکھے انداز مزاحیہ طرز نگارش اور طنز کے کاری نشتروں کو کامیابی سے استعمال کر کے اردو ادب میں جگہ بنا چکے ہیں اور ان ہی چند نمایاں شعراء میں برہانپور کے "واحد انصاری" بھی ہیں یا دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ برہانپور کے واحد مزاحیہ شاعر ہیں۔

مدھیہ پردیش اردو کے لئے کافی زرخیز ہے مگر مزاحیہ شاعری کے معاملے میں بنجر ....اور اس مزاحیہ ادب کا لہلہاتا شجر واحد ہے جو سارے بھارت اور بھارت کے باہر بھی مزاحیہ شاعری کے ذریعہ برہانپور اور مدھیہ پردیش کو روشناس کرا رہا ہے۔ زیر نظر کتاب آپ کا دوسرا مجموعۂ کلام ہے اور اس بات کا بین ثبوت ہے کہ نقش ثانی نقش اول سے بہتر ہے۔

بھوت سے اور نہ شیطان سے ڈر لگتا ہے
ہاں مگر آج کے انسان سے ڈر لگتا ہے
اے گرانی نہ ڈروں باپ سے تیرے لیکن
گھر میں آئے ہوئے مہمان سے ڈر لگتا ہے
ہائے کیا دور ہے اس دور پہ لعنت سو بار
آج ماں باپ کو سنتان سے ڈر لگتا ہے
بن کے کانٹا مری نس نس میں چبھا کرتے ہیں
مجھ کو احباب کے فیضان سے ڈر لگتا ہے
دیکھ کر حالت غم ناک مجھے اے واحد
کیا کہوں عشق کے جریان سے ڈر لگتا ہے

ہر چند ہم اس دور کے رستم تو نہیں ہیں
پھر بھی کسی رستم سے ابھی کم تو نہیں ہیں

بیوی کے ہر اک حکم کے پابند رہیں کیوں
شوہر ہیں میاں ہم کوئی بیگم تو نہیں ہیں

لہرائیں گلے لگ کے سرراہ ہمیشہ
آنچل ہیں حسینوں کے وہ پرچم تو نہیں ہیں

اس طرح نہ دو دعوتِ نظارہ مری جاں
عاشق ہیں تمہارے کوئی محرم تو نہیں ہیں

بوٹل کی طرح اور کہیں سوکھ نہ جاؤں
یادیں ہیں تری مرغ مسلم تو نہیں ہیں

کیوں چیتھڑے اڑتے ہیں سر بزم دلوں کے
اشعار ہیں واحد کے کوئی بم تو نہیں ہیں

لات گھونسے نہ اب کھلا یارب
میری بیوی سے تو بچا یارب
آدمی اور آدمیت میں
ہوگیا کتنا فاصلہ یارب
مجھ کو دے دے تو پھاڑ کر چھپّر
اپنی دریا دلی دکھا یارب
اپنا بیمہ کرالیا میں نے
کاش ہوجائے حادثہ یارب
چار بیوی کا میں بنوں شوہر
کردے پورا یہ مدعا یارب
اب نہ مانگے گا تجھ سے کچھ واحدؔ
وہ بچارا تو مرگیا یارب

بناتا ہے بنائیگا وہی دولت کا فالودہ
لگا ہے جسکے منہ میں ہر گھڑی رشوت کا فالودہ

نہیں آئے یقیں تو گھوم کر تو دیکھ دنیا میں
میّسر ہے کسے اس دور میں راحت کا فالودہ

یہ سوجھے گال، پھولی آنکھ، یہ اتری ہوئی رنگت
بنایا ہے یہ کس نے آپ کی صورت کا فالودہ

کسیلا ہو کہ کڑوا ہو یا میٹھا ہو کہ تیکھا ہو
ہر اک قیمت میں کھانا ہے تمہیں قسمت کا فالودہ

پکڑ کر کھینچ لوں گا شیخ کی تنگوی جہنم میں
کھلائیں گی اگر حوریں اسے جنت کا فالودہ

ترا ہر ظلم سہہ لوں گا ترے جوتے بھی کھا لوں گا
ترے کوچہ میں بیچوں گا مگر فرصت کا فالودہ

گنہ جب سانپ بچھو بنکے لپٹیں گے مجھے واحدؔ
یقیناً بن ہی جائے گا مری میت کا فالودہ

نگاہ یار سے الفت کا تار آتا ہے
سوال وصل پہ لیکن بخار آتا ہے
فقط نہ آیا کبھی پیار تیری لتاں کو
مرے جنوں پہ زمانے کو پیار آتا ہے
لگاؤ گردش دوراں کو گن کے دس جوتے
جو دن بھی آتا ہے ظالم ادھار آتا ہے
شمار اپنے رقیبوں کا جب میں کرتا ہوں
قصائی، کونجڑا، نائی، چمار آتا ہے
محلے والوں سے پٹوا کے مجھ کو اے واحد
مرے رقیب کے دل کو قرار آتا ہے

ضرورت رشتہ

پڑھ رہا تھا میں کل نیا اخبار
مانگ لایا تھا جسکو میں نے ادھار
ہو رہی تھی کہیں پہ جنگ یارو
دشمنوں میں تھی اک امنگ یارو
ہو رہا تھا کہیں پہ دنگا فساد
تھی تشدّد کی نت نئی ایجاد
شر پسندوں نے قتل عام کیا
باپ دادا کا اونچا نام کیا
ایک دلہن جہیز کی بھینٹ چڑھی
اک مصیبت ہے آج کل لڑکی
کچھ وزیروں میں ہوگئی تکرار
جوتے چپل کا لگ گیا انبار
ہو کے بیزار جو نظر بھٹکی
فلمی تصویر پر وہ جا اٹکی
پھر اچانک رکی نظر میری
پڑھ کے اک اشتہار کی سرخی
اسمیں کچھ اس طرح تھا لکھا ہوا
جلد ہے اک ضرورتِ رشتہ
عمر چالیس یا پچاس کی ہو
بس بڑھاپے کے آس پاس کی ہو

چاہے بیوہ ہو یا طلاق شدہ
اس کی ہم کو نہیں ہے کچھ پرواہ
خوب سیرت ہو خوبصورت ہو
شانِ قدرت کی ایک مورت ہو
خانہ داری میں جانکاری ہو
علم وفن کی بھی کچھ پجاری ہو
پڑھ کے یہ اشتہار عجیب لگا
پھر تصوّر میں آگیا دولہا
اپنی جاں کا وہ لگ رہا تھا رقیب
عمر ستر کے لگ رہی تھی قریب
ٹانگ جس کی تھی قبر میں لٹکی
خوب اندھے کو دور کی سوجھی
آنکھیں گڈھے میں جھریاں منہ پر
اور بالوں سے بے نیاز تھا سر
آیا باسی کڑی میں کیسے ابال
عقد ثانی کا آگیا ہے خیال
عمر ہے اللہ اللہ کرنے کی
نہ کہ ٹھنڈی آہیں بھرنے کی
کیا بڑھاپے کی یہ ضرورت ہے
یا تو معجون کی کرامت ہے

اے مرے بچوں کی ماں جانِ ہزل ایسا نہ کر	ہو گئے دو بچے پیدا، اور تو پیدا نہ کر
کسقدر ہے آج مشکل روٹی کپڑا اور مکاں	اس گرانی سے ہوئی ہے زندگانی اور گراں
اور آبادی بڑھا کر مجھ کو تو گنجا نہ کر

کیسے سمجھاؤں تجھے میں تو کوئی بچی نہیں	اور ہوں دس بچے پیدا ضد تری اچھی نہیں
ان گنت لفڑوں میں پیدا تو نیا لفڑا نہ کر

دیگی وہ سرکار کیا جو لنگڑی اور لاچار ہے	دو ہی بچے گھر میں اچھے نعرۂ سرکار ہے
کر کے ضد بیکار مجھ کو اس طرح رسوا نہ کر

ہاں مگر ہر ایک نیتا اپنا گھر بھرنے میں ہے	ملک کی خوش حالی بچے پیدا کم کرنے میں ہے
کیا کہے گا کوئی ہم کو اس کی تو چنتا نہ کر

خواہش بیگم کے آگے بے کس و مجبور ہے	کیا کرے واحدؔ بیچارہ رنج و غم سے چور ہے
کون سمجھائے اسے الجھن نئی پیدا نہ کر

جوش جوانی اپنی دکھا کر ایڑے چالے مت کرنا
بیٹے باپ کو چونا لگا کر ایڑے چالے مت کرنا

سننے والے محفل میں سب ڈیڑھ سیانے ہوتے ہیں
اِسکے اُسکے شعر چرا کر ایڑے چالے مت کرنا

گوری ، کالی ، نکٹی ، چپٹی بیوی آخر بیوی ہے
لیکن اپنے سر پہ بٹھا کر ایڑے چالے مت کرنا

ہونے لگی اولادیں گنجی اتنے جوتے کھائے ہیں
تم بھی طرم خانی دکھا کر ایڑے چالے مت کرنا

میری پڑوسن رستم زادی سن لے واحدؔ کھول کے کان
میری گلی میں بھول سے آ کر ایڑے چالے مت کر

آئے گی کوئی مصیبت ناگہانی خواب میں
دے رہی ہے روز جھاڑو مہترانی خواب میں

کر رہی ہے اک پڑوسن چھیڑ خوانی خواب میں
شرم سے میں ہو رہا تھا پانی پانی خواب میں

زندگی کی چارپائی چرچرا کر رہ گئی
کر رہی تھی ہاتھا پائی اک دوانی خواب میں

مچ مچی آنکھوں سے ماموں کیسا جادو کر دیا
تبو آئی ہے مری بن کر ممانی خواب میں

میں نہ بھولا ہوں نہ بھولوں گا کبھی چھٹی کا دودھ
ہاں مگر آئے گی تجھ کو یاد نانی خواب میں

سات پشتوں کو ٹھکانے سے لگا دینے کے بعد
آ رہی ہے آج کل وہ شیروانی خواب میں

بننے والا ہوں منسٹر میں بھی واحدؔ دیس کا
کر رہے ہیں چمچے میری مدح خوانی خواب میں

جنھوں نے مشاعروں میں واحدؔ انصاری کو سنا ہے وہ انھیں مشاعرہ باز اور پبلک ٹسٹ کی شاعری کرنے والے کی حیثیت سے جانتے ہیں (یہ شعراء کی مجبوری ہے کہ وہ کتابی اور عوامی دو طرح کی شاعری کرتے ہیں) مگر ان کی پہلی کتاب ''معجون'' کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ ہنسی ہنسی میں سیاسی، سماجی معاشرتی، بگاڑ کو نمایاں کر کے اس کی اصلاح کی ایک کامیاب کوشش کی گئی ہے اور یہی مزاج اور رنگ ان کے زیر نظر مجموعۂ کلام میں بھی نمایاں ہے اور خاص بات یہ ہے کہ طویل نظمیں کہنے کے بجائے ایک شعر میں انھوں نے مکمل تصویر کشی کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثال کے طور پر لیڈروں کے بارے میں واحدؔ انصاری کا نقطۂ نظر ہے کہ ؂

گھاس چرنے تو دے سیاست کی
سونے چاندی کا گھر بناؤں گا

بنے نہ ہم جو منسٹر تو غم نہیں واحدؔ
ہمارے ساتھ میں چمچوں کا اژدہام تو ہے

میں جب سے ترنوالے کھا رہا ہوں
ترانے لیڈری کے گا رہا ہوں

طرز زندگی، معاشرت اور ابن آدم کی بے راہ روی پر ان کا قلم اس طرح طنز کا تیر چلاتا ہے ؂

لہرائیں گلے لگ کے سر راہ ہمیشہ
آنچل ہیں حسینوں کے وہ پرچم تو نہیں ہے

ماں باپ رشتہ دار چھڑاتی ہیں بیویاں
شوہر کو انگلیوں پہ نچاتی ہیں بیویاں

سچ کہیں تو ڈوب جائیں دوستو
جھوٹ گر بولے تو بیڑا پار ہے

ایک مجرم نے یہ گھبرا کر عدالت سے کہا
کرتا ہوں جرم کا اقرار مجھے جانے دے

نہ کوئی کار نہ موٹر نہ ٹیکسی گزری
ہمیں کچلتی ہوئی صرف بے بسی گزری

کچھ اپنی کرامت کا دکھلائے نمونہ وہ
سو جان سے واحدؔ کو ہم پیر بنالیں گے

پردے میں تقدس کے تو چھپا لاکھ لیکن
اے شیخ تری عادت ہم خوب سمجھتے ہیں

وقت کی گردش کا ایسا الٹا چکر ہوگیا
زندگی کی راہ میں انسان پنکچر ہوگیا

چوستے رہتے ہیں ہردم دوستو میرا لہو
درد پسّو، رنج کھٹمل، سوز مچھر ہوگیا
تھرتھری سی چھوٹتی ہے تیری چپل دیکھکر
میرے سر کا لہلہاتا کھیت بنجر ہوگیا
جس نے کی تقریر لچھے دار ہر اک بزم میں
وہ یقیناً آج کا بیباک لیڈر ہوگیا
گردش دوراں نے سب کے اسکرو ڈھیلے کیے
توپ خاں تھا جو کبھی اب پھٹیچر ہوگیا
باپ کو بھی باپ جو کہتے نہ تھے واحدؔ کبھی
وقت پڑنے پر گدھا بھی ان کا فادر ہوگیا

عقل کی گھاس چر گئے ماموں ہے یہ چرچا سدھر گئے ماموں
اس بڑھاپے میں تیر یہ مارا اک حسینہ پہ مر گئے ماموں
بن کے بیٹھے ہیں بھیگی بلّی کیوں کیا ممانی سے ڈر گئے ماموں
ہوگئے بند کھڑکی دروازے جس گلی سے گزر گئے ماموں
کتنے رستم تھے کتنے طرم خاں اب نہ جانے کدھر گئے ماموں
ایک مٹی کے ڈھیر کی مانند دیکھی لڑکی ڈھسر گئے ماموں
مجھ کو بتلا کے منڈی اور توا خود ہی چھکّے پہ مر گئے ماموں
ایک ہنگامہ ہوگیا واحد
جب بھی چپکے سے گھر گئے ماموں

جسکی پگڑی ہی نہیں وہ ہی اچھالے پگڑی
واہ کیا دور ہے اس دور کی ایسی تیسی
ملک جاتا ہے اگر بھاڑ میں جائے سو بار
آج نیتا کی نظر میں ہے وزارت کرسی
تجھ سے ملنے کے لئے بیلے تھے پاپڑ کتنے
تیرا دیدار ہوا ہوگئی میرے دل کی
اسلئے چپ ہوں حقیقت سے چرا کر نظریں
کیونکہ حق بات کہونگا تو لگے گی مرچی
طنز و تحقیر کے گھن دل پہ وہ برسے واحد
جا بجا پائی گئیں کرچیاں میرے دل کی

بزم میں آ گئے اغیار مجھے جانے دے
اب تو پٹنے کے ہیں آثار مجھے جانے دے

ایک بوسے کے عوض لے لئے کتنے بوسے
سرخ ہو جائینگے رخسار مجھے جانے دے

شیخ نے ساقی مہ خانہ سے چپکے سے کہا
آج رندوں کی ہے بھرمار مجھے جانے دے

ایک مجرم نے یہ گھبرا کے عدالت سے کہا
کرتا ہوں جرم کا اقرار مجھے جانے دے

ہے ہر اک شعر مرا ایک غزل اے واحد
سن چکا سینکڑوں اشعار مجھے جانے دے

ماتھا پچی کی بہت اک شعر آدھا رہ گیا
رات بھر انڈا پکایا پھر بھی کچا رہ گیا

بھوکے کتوں سے بھلا خود کو بچاتی کب تلک
اڑ گئی سونے کی چڑیا خالی پنجرہ رہ گیا

پاسبانِ ملک نے دھوکہ دیا ہے قوم کو
قومی یکجہتی کا نعرہ صرف نعرہ رہ گیا

مرغیوں کی ڈھابلی پر سب پڑوسی گر پڑے
سارے انڈے لے اڑے بس ایک گندہ رہ گیا

نوکری سرکار کی مل جائے یہ ممکن نہیں
ہر جگہ اب دوستو بھائی بھتیجہ رہ گیا

سن کے واحدؔ کی غزل کچھ منچلے کہنے لگے
سر پھرانے کو یہی الّو کا پٹّھا رہ گیا

پیروڈی

(روحِ غالب سے معذرت کے ساتھ)

سب دلالوں میں طوائف کا دلال اچھا ہے
"جس طرح کا بھی کسی میں ہو کمال اچھا ہے"

دیکھ کر شکل طبیبوں کی جب آتی ہے ہنسی
"وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے"

جیب خالی ہو تو پھر شہد لگے زہر ہمیں
"جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے مال اچھا ہے"

خوش ہوا ہے دل کے ملیکی تجھے دولت غم کی
"اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے"

کوئی احمق ہی نہ مانے گا اگر میں یہ کہوں
"ساغر جم سے مرا جام سفال اچھا ہے"

کہہ دو افیون کے ہر اسمگلر سے واحدؔ
"کام اچھا ہے کہ وہ جس کا مآل اچھا ہے"

صحبت حور ملے یا نہ ملے ہم کو مگر
"دل کو بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے"

سلا کر تیری میت کو زمیں کی سخت چھاتی پر
ترے احباب ٹوٹیں گے کچومر اور بھاتی پر

سواری کر رہے ہیں اب وہ سائیکل پر کرائے کی
سواری جو کیا کرتے تھے گھوڑے اور ہاتھی پر

نہ اتنا پھرپھڑا اس عالم فانی کے پنجرے میں
کہ اک دن موت کی قینچی کتر دے گی حیاتی پر

جہیز کے نام پر دلہن نے کاٹی ناک دولہے کی
قیامت ٹوٹ کے برسی بیچارے ہر براتی پر

خدا جانے کہاں لٹیا ڈوبا دے تیری اے ناداں
بھروسہ اس قدر اچھا نہیں ہے اپنے ساتھی پر

اگرچہ چاند پر کچھ سر پھرے پہنچے مگر واحدؔ
نظر مرکوز ہے دنیا کی آٹے کی چپاتی پر

جناب شیخ تگڑے ہو گئے ہیں
محلّے بھر کے مرغے کھو گئے ہیں
سنانے آئے تھے ہم حال دل کا
وہ گھوڑے بیچ کر اب سو گئے ہیں
چلو اب عمر بھر وہ فصل کاٹو
تمہارے باپ جو کچھ بو گئے ہیں
بیاضِ میر و غالب ہے سلامت
مگر اشعار سارے کھو گئے ہیں
بھلا کب تک پڑھوں واحد بتاؤ
غزل استاد دے کر دو گئے ہیں

عقل کی کچھ تو گھاس کھاؤ میاں
آنکھ حالات سے ملاؤ میاں
جس کی لاٹھی اسی کی بھینس یہاں
اس حقیقت کو آزماؤ میاں
جی حضوری سے تخت وتاج ملے
تم بھی چمچہ کہیں ہلاؤ میاں
مفت کی مینڈکی نگلتے ہو
بے حیائی سے باز آؤ میاں
ہوگا واحدؔ نہ شاعری میں بھلا
دال روٹی بھی تو کماؤ میاں

مری بیگم کسی سے کم نہیں ہے
خدا کا شکر ایٹم بم نہیں ہے
کہاں تک ساتھ بھاگیں زندگی کے
ہماری پنڈلیوں میں دم نہیں ہے
بہاتے تھے مگر مچھ کے جو آنسو
مرے مرنے کا ان کو غم نہیں ہے
بتاؤ تو سہی وہ ایریا تم
جہاں اخلاق کا ماتم نہیں ہے
یہ مانا شاعر اعظم ہو واحدؔ
تمہاری شاعری میں دم نہیں ہے

وقت کی گردش کا کچھ ایسا چکر ہوگیا　　زندگی کی راہ میں انسان پنکچر ہوگیا
گردش دوراں نے سب کے اسکرو ڈھیلے کئے　　توپ خاں تھا جو کبھی اب وہ پھٹیچر ہوگیا

یہ اور اس طرح کے بہت سے اشعار آپ کو کتاب میں ملیں گے جو زندگی اور انسان کی تلخ سچائیوں کا آئینہ ہے۔ مزاحیہ شاعری کے لئے ضروری ہے کہ شاعر خود پر ہنسے اور اپنا مذاق آپ اڑانے کا حوصلہ بھی ہو اور اس بات کو واحد انصاری اچھی طرح سمجھتے ہیں جب ہی تو ان کے قطعات اور نظمیں طنز و مزاح کا ایک ایسا کیپسول بن گئی ہیں۔ جو ادب کے مریض کے لئے گلے سے آسانی سے اتر جاتی ہے اور ایکسرے کے قبل کے ڈوز کی طرح جسم کی ساری خرابیوں کو اسکرین پر نمایاں کردیتی ہے اور انسان خود ہی اپنا معالج اور جراح بن کر اپنی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔

''جیسا آئینہ ویسا عکس'' نظم میں شاعروں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ ہوٹل میں بیٹھ کر شعراء کی تبصرہ بازی کا پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔ ''بنت حوا'' میں عورتوں کی آزادی میں مردوں کا جو قصور ہے اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اسی کے ساتھ دیکھئے۔

رات دن روتا ہوں ظالم وقت تیرے نام پر
تو ہوا بے رحم تیرا خون پانی ہوگیا
جس طرح دلی ہوئی ہے راجدھانی ہند کی
اس طرح سے میرا دل مراغم کی راجدھانی ہوگیا

اس میں وقت کے ظلم کو اور غموں سے بھری اپنی زندگی کو کس قدر شگفتہ پیرائے میں پیش کیا گیا ہے کہ جو سنتا ہے اسی کی داستاں معلوم ہوتی ہے اور......

بیٹھ کر اب اسمبلی میں وزیر　　بھاگ بھارت کا یوں سنواریںگے
آج کھینچی ہے صرف اک ساڑی　　کل وہ سب کچھ اتار ڈالیںگے
اس میں انسانیت نہیں ہوتی　　خون جس کا سفید ہوتا ہے
اور تو کچھ وہ بن نہیں سکتا　　شمر یا پھر یزید ہوتا ہے

ضروری ہے کہ ایسی شاعری کرنے والے کی شخصیت کا بھی جائزہ لے لیا جائے۔ اس کے لئے صرف ایک واقعہ کافی ہے کہ جشن خلیق برہانپوری کے مشاعرے میں شرکت کے لئے

کھچڑی مری الفت کی پکا کیوں نہیں دیتے
اقرار کے چولہے پہ چڑھا کیوں نہیں دیتے

بیزار ہو اتنے ہی جو صورت سے مری تم
کھانے میں مرے زہر ملا کیوں نہیں دیتے

دکھلاؤ ہتھیلی پہ نہ اس طرح مجھے چاند
دینا ہے تو چاہت کا صلہ کیوں نہیں دیتے

کرسی سے جو چپکے ہوئے بیٹھے ہیں نکمے
ان عقل کے اندھوں کو بھگا کیوں نہیں دیتے

اڑ جائیں گے نفرت کے محل دیکھنا واحد
ایثار کے بم ان پہ گرا کیوں نہیں دیتے

بیٹا مرا یہ کہتا ہے عبدالغفور سے
شادی رچاؤنگا میں کرینہ کپور سے

شادی شدہ حیات کو آسان مت سمجھ
لڈو بڑے دکھائی دیں تھالی میں دور سے

جھک کر کمان اس کی کمر ہوگی دیکھنا
چلنے کو چل رہا ہے بڑے ہی غرور سے

پہلی سے زیادہ دوسری بیوی ہے واہیات
اٹکے ببول میں جو گرے ہم کھجور سے

چاہت نہیں ہے زن کی ہزمیں ہے مال وزر کی بس
یارب بچالے آج کے ذہنی فتور سے

بزم سخن میں شعر اٹھایا جو تان کر
گھبرا کے مردے اٹھ گئے یارو قبور سے

کالی کلوٹی بیوی اگر نیک بخت ہے
واحدؔ قسم خدا کی نہیں کم وہ حور سے

ملتے ہیں میاں بھائی مسلماں نہیں ملتا
حیرت ہے کہ اس دور میں انساں نہیں ملتا

باتوں کے ہمیں غازی بہت ملتے ہیں لیکن
ایماں کی قسم جذبۂ ایماں نہیں ملتا

ہوتی نہیں ویلو کوئی اس گھر میں بہو کی
لاکھوں کا جسے جہیز میں ساماں نہیں ملتا

کٹ پتلی ہر اک نفس کے ہاتھوں میں بنا ہے
جو نفس کو مارے وہ پہلواں نہیں ملتا

خود کھائے کھلائے بھی ہمیں آ کے مہینوں
واحدؔ ہمیں ایسا کوئی مہماں نہیں ملتا

جب سے تری نظروں سے ترٹی پار ہوا ہوں
پوچھے نہ کوئی جس کو وہ بھنگار ہوا ہوں

آٹا تری چکّی کا پسا کھا کے شب و روز
پتلون تھا اب نو گزی شلوار ہوا ہوں

حیرت ہے کہ اک گنجا اسی زلف سے کھیلے
جس زلفِ رسا کا میں طلبگار ہوا ہوں

ہر عیش و طرب کے مجھے ساماں ہیں میسر
کلِ کلِ سے مگر گھر کی میں بیزار ہوا ہوں

کھاتا ہے شرافت کی مری ہر کوئی قسمیں
لچوں کا لفنگوں کا میں سردار ہوا ہوں

کیا بارہ بجائے گی مرا گردشِ دوراں
واحد یہ انا ہے کہ میں فی النار ہوا ہوں

بن گئی کیسی دیش کی درگت کچھ تو بتا ان کیوں رے بھئی
ہو گئی کتنی گندی سیاست کچھ تو بتا ان کیوں رے بھئی

جنتا ہوگئی آج پریشاں میلے کچیلے نوٹوں سے
ننگی بھوکی کیوں ہے حکومت کچھ تو بتا ان کیوں رے بھئی

چالو دور کا چالو انساں چالو بھیجہ چالو سوچ
کہاں ملے گی تجھ کو شرافت کچھ تو بتا ان کیوں رے بھئی

اس سے اس سے بھانومتی یہ رشتہ کب تک جوڑے گی
کب تک ہوگی ایسی وزارت کچھ تو بتا ان کیوں رے بھئی

چاند پہ بستی بس جائے گی ہوگی کہاں پھر وہ عظمت
کون کہے گا چاند سی صورت کچھ تو بتا ان کیوں رے بھئی

دودھ کی کلی جنتا کرے گی عیش وطرف کی ڈفلی بجے گی
کب نکلے گا ایسا مہورت کچھ تو بتا ان کیوں رے بھئی

شرم و حیا کو طاق میں رکھ کر بے شرمی کا پیکر ہے
کہاں ہے واحدؔ کل کی عورت کچھ تو بتا ان کیوں رے بھئی

اس طرح وہ ہر گھڑی ہر لحہ میرے دل میں ہے
جیسے کوئی پاک کا گھس بیٹھیا کرگل میں ہے

اس حقیقت سے نہ کر انکار پیارے مان لے
گھر کی بربادی کا ساماں روز کی کِل کِل میں ہے

یہ محاذِ شوہری ہے اس کو آساں مت سمجھ
شوہری اس دور میں اے جانِ من مشکل میں ہے

مرد عورت اک دوجے کی ضرورت ہیں مگر
سب سے زیادہ زندگی کی آخری منزل میں ہے

ہڈی ٹوٹے یا بنے میرا کچومر دوستو
"دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے"

خود کو ہیرو نہ سمجھ واحدؔ مزاح کی فیلڈ میں
تجھ سے بڑھ کر بھی چھپا رستم کوئی محفل میں ہے

ایثار کا شورٹیج ہے دلدار کا شورٹیج
ہر شئے کی طرح ہوگیا اب پیار کا شورٹیج

ہوجائیگا شورٹیج ہراک چیز کا لیکن
ہوں گا نہ کبھی حسن کے دیدار کا شورٹیج

بھاگیں جو سدا عقل کے پیچھے لئے ڈنڈا
دنیا میں نہیں ایسے سمجھ دار کا سورٹیج

جو کھا کے ترا خود تری پگڑی کو اچھالے
اے دوست نہیں ایسے بھی غم خوار کا شورٹیج

واحدؔ یونہی پھڑکائے جا تو نت نئی کوڑی
ہونے نہیں دینا کبھی اشعار کا شورٹیج

آدمی کو اس طرح سے نوش ہونا چاہئے
کم سے کم نالے گٹر کا ہوش ہونا چاہئے

ہو فقط اپنے گھر کے لیکن اتنی شرط ہے
اس زمانے میں سدا خوش پوش ہونا چاہئے

رو رہا ہے کس لئے تو گردش حالات پر
زندگی کا حوصلہ پر جوش ہونا چاہئے

پڑ گیا ہے عورتوں کی عقل پر پردہ بہت
یعنی اب مردوں کو برقعہ پوش ہونا چاہئے

جب زباں چلنے لگے بیگم کی قینچی کی طرح
آدمی کو اس گھڑی خاموش ہونا چاہئے

جوتے کھانا عشق میں واحدؔ ہے شانِ عاشقی
ڈر کے عاشق کو نہ یوں روپوش ہونا چاہئے

جب سے ہوا ہے ہم پہ مدرسے کا دوار بند
حالت ہوئی ہے پتلی کھٹی ڈکار بند

بیگم چٹورے پن پہ برابر ہے کار بند
اور ہر دکان پہ اپنا ہوا ہے ادھار بند

حالات، خواہشات، فسادات، لغویات
میدانِ زندگی میں کھڑے ہیں قطار بند

جلووں کے آہو پھرتے بند اس کیا کروں
کمزور ہے نگاہ ہوا دل کا دوار بند

اٹھ کر کھڑا ہوا تو اٹھی قہقہوں کی گونج
باندھا نہ بے خیالی میں میں نے ازار بند

ہرگز نہ باز آئینگے ہم تا نک جھانک سے
ہو جائیں ہم پہ کھڑکیاں واحدؔ ہزار بند

دلبر سے دل لگی کا مزا ہم سے پوچھئے
واللہ عاشقی کا مزا ہم سے پوچھئے

پتلی گلی کی سیر سے واقف نہیں ہیں آپ
ہوتا ہے کیا گلی کا مزا ہم سے پوچھئے

گانجہ، چرس افیم کے ہر کش میں دوستو
اک پل میں اک صدی کا مزا ہم سے پوچھئے

ٹانگیں رگڑ کے مرنے سے بہتر آیئے
لیں کیسے زندگی کا مزا ہم سے پوچھئے

سائیڈ سے نہ چلے یہ چلے رانگ ہر گھڑی
قسمت کی پھٹیچٹی کا مزا ہم سے پوچھئے

بھٹیار خانے کا کوئی پکوان تو نہیں
واحدؔ کی شاعری کا مزا ہم سے پوچھئے